عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۱۹تا۲۶/رمضان المبارک۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴تا۳۱/اکتوبر۲۰۰۵ء | شمارہ: ۴۰

قرآن مجید اور دعوت وہدایت

اعجاز قرآنی

نیکیوں اور برکتوں کا موسم

اعتکاف کی فضیلت

لیلة القدر کی برکات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

اگر خون حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا:

س:...... اگر کوئی روزہ سے ہے، اس حالت میں اس کے مسوڑھوں سے خون آجائے اور حلق کے پار ہوجائے تو اس صورت میں روزہ پر کوئی اثر تو نہیں پڑے گا؟

ج:...... اگر یقین ہو کہ خون حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا، دوبارہ رکھنا ضروری ہوگا۔

نہاتے وقت منہ میں پانی چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

س:...... کیا نہاتے وقت منہ میں پانی چلے جانے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خواہ یہ غلطی جان بوجھ کر نہ کی ہو؟

ج:...... وضو، غسل یا کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق سے نیچے چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر اس صورت میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔

روزہ میں غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانا:

س:...... روزہ کی حالت میں غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانا ممنوع ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ بالکل معاف ہے یا کسی اور وقت کرنا چاہئے؟

ج:...... روزہ کی حالت میں غرغرہ کرنا اور ناک میں زور سے پانی ڈالنا ممنوع ہے، اس سے روزے کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ قوی ہے، اگر غسل فرض ہو تو کلی کرے، ناک میں پانی بھی ڈالے مگر روزے کی حالت میں غرغرہ نہ کرے، نہ ناک میں اوپر تک پانی چڑھائے۔

روزے کی حالت میں سگریٹ یا حقہ پینا:

س:...... روزہ دار اگر سگریٹ یا حقہ پی لے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج:...... روزہ کی حالت میں حقہ پینے یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہو تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

اگر ایسی چیز نگل جائے جو غذا یا دوا نہ ہو تو صرف قضا واجب ہوگی:

س:...... زید روزے سے تھا، اس نے سکہ نگل لیا، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا روزہ ٹوٹ گیا؟ کیا اس روزے کی صرف قضا واجب ہوگی یا کفارہ بھی ہوگا؟

ج:...... کوئی ایسی چیز نگل لی جس کو بطور غذا یا دوا کے نہیں کھایا جاتا تو روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔

سحری ختم ہونے سے پہلے کوئی چیز منہ میں رکھ کر سو گیا تو روزے کا حکم:

س:...... میں رمضان المبارک کے مہینہ میں چھالیہ اپنے منہ میں رکھ کر بستر پر لیٹ گیا، خیال یہ تھا کہ میں اس کو اپنے منہ سے نکال کر روزہ رکھوں گا۔ اچانک آنکھ لگ گئی اور نیند غالب آگئی، جب اٹھا تو سحری کا ٹائم نکل چکا تھا، اس وقت چھالیہ اپنے منہ سے نکال کر پھینک دی اور کلی کر کے روزہ رکھ لیا، کیا میرا روزہ صحیح ہوگیا؟

ج:...... روزہ نہیں ہوا، صرف قضا کریں۔

روزے میں دانتوں میں پھنسے ہوئے گوشت کے ریشے نگلنے کا حکم:

س:...... میں نے ایک دن سحری گوشت کے ساتھ کی، دانتوں میں کچھ ریشے پھنسے رہ گئے، صبح نو بجے کچھ ریشے میں نے دانتوں سے نکال کر نگل لئے، اب آپ بتائیں کیا میرا روزہ ٹوٹ گیا؟

ج:...... دانتوں میں گوشت کا ریشہ یا کوئی چیز رہ گئی تھی، اور وہ خود بخود اندر چلی گئی تو اگر چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ جاتا رہا، اور اگر اس سے کم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر باہر سے کوئی چیز منہ میں ڈال کر نگل لی تو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۴ شمارہ:۴۰ ۱۹تا۲۶/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۲تا۲۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء

مولانا عزیز الرحمن جالندھری | مولانا محمد اکرم طوفانی | مولانا اللہ وسایا

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کرانا
بلجیم ایات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و ترئین: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

رمضان المبارک کا اختتام اور عید کی آمد	(اداریہ)	4
نیکیوں اور برکتوں کا موسم	(ڈاکٹر محمد عبدالحق عارف)	6
اعتکاف کی فضیلت	(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)	11
قرآن مجید اور دعوت ہدایت	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	19
اعجاز قرآنی	(قاری محمد طیب قاسمیؒ)	22
لیلۃ القدر کی برکات	(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)	24

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۵۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق بعید، ایشیائی ممالک ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی ۱۶۰ روپے، سالانہ ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲، ۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

افادات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک کا اختتام اور عید کی آمد

اللہ تعالیٰ کی عنایات والطاف کا موسم بہار اور سلوک ربانی کا ماہ مقدس اختتام پذیر ہونے کو ہے' اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار بندوں کی مغفرت و بخشش کے پروانے جاری کئے ہوں گے' لاکھوں فرزندان اسلام عید کے روز مغفرت الٰہیہ کی خوشخبری لے کر گھروں کو لوٹیں گے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مبارک کے آداب وفضائل کا خیال رکھا اور اس کے ایک ایک لمحہ کی قدر کی' مغفرت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا اہتمام کیا اور دامن عصیان کو نچوڑ کر توبہ وانابت کا غازہ استعمال کیا اور "یا باغی الشر اقصر" (اے گناہ کے متلاشی! رک جا!) اور "یا باغی الخیر اقبل" (اے خیر کے متلاشی! آگے بڑھ!) کا بھرپور مظاہرہ کیا اور روزہ' رمضان' تراویح' تلاوت' اعتکاف اور شب قدر کی عبادت جیسی مقدس عبادات سے حسب مقدور نفع اٹھایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح معنی میں عید کی خوشیوں کے مستحق ہیں کیونکہ:

لیس العید لمن لبس الجدید

ان العید لمن خاف وعید

یعنی نئے کپڑے پہن لینے کا نام عید نہیں۔ عید درحقیقت اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے ڈر گیا اور جس نے اپنی مغفرت کا سامان کرلیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ ان سے کسی نے عید کے موقع پر عید کی خوشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے کر جائیں گے اور اصل عید تو اس دن ہوگی جب نامہ عمل داہنے ہاتھ میں لے کر پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔" اس کی سند کیسی ہے؟ اس کی تصدیق نہیں' مگر مضمون بہت ہی عمدہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں کی کوئی خوشی' خوشی نہیں اور یہاں کا غم' غم نہیں کیونکہ یہاں کی ہر شے کو فنا اور زوال ہے۔ اندیشہ ہے کہ خوشی کے بعد کوئی معصیت نہ آ جائے۔ حقیقی خوشی اور عید یہ ہے کہ آدمی جہنم کی تکلیف اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے مامون ہو جائے۔ جن لوگوں نے رمضان کے لمحات کی قدر کی' قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے اوقات کو معمور کیا' روزہ کا اہتمام کیا' تراویح کی لذت سے شادکام ہوئے' اعتکاف کر کے بارگاہ الٰہی سے اپنی مغفرت کی بھیک مانگ لی اور افطار کے وقت اپنی اور اپنے اعزا واقربا کے لئے دعائیں کر کے افطار کے وقت کی قبولیت دعا کے وعدہ الٰہی سے مستفید ہوئے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات یافتہ بندوں میں شامل کرلیا' درحقیقت وہی لوگ عید کی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا مورد بنائے۔

اس کے برعکس قابل صد افسوس ہیں وہ لوگ جنہوں نے رحمت ومغفرت کی موسم بہار اور جہنم کی آگ سے نجات کے اس ماہ مبارک کی ناقدری کی اور پورے ایک ماہ تک مغفرت عامہ کی پیشکش سے مستفید نہیں ہوئے۔ گناہ کی زندگی چھوڑ کر حسنات کی راہ پر نہیں لگے اور اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی بلکہ وہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر پیاسے کے پیاسے رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہلاکت وبربادی کی بددعا فرمائی ہے۔ (واللہ اعلم) غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان المبارک جیسے مہینہ میں بھی اپنی مغفرت نہ کرا سکا ہو وہ اس لائق ہے کہ ہلاک وبرباد ہو کیونکہ اس ماہ میں رحمت ومغفرت کی تحصیل اس قدر آسان اور سستی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ اور موسم میں ممکن نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس ماہ مبارک میں انسانوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اسباب وذرائع مہیا فرمائے:

...... جنات وشیاطین جو انسان کو گمراہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اور جنت سے دوری اور جہنم میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں' ان کو قید کر دیا جاتا ہے۔

......جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

......اس ماہ میں نیکی کرنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور گناہ کے مرتکب کے لئے ترک گناہ کے اسباب پیدا فرمائے جاتے ہیں۔

......اعمال کا اجر وثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

......روزہ دار کے روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے دینے کا اعلان فرماتے ہیں۔

......اللہ تعالیٰ روزہ دار سے خصوصی قرب کا اعلان فرماتے ہیں کہ اس کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

......روزہ دار کی افطار کے وقت دعاؤں کے قبول ہونے کی خوشخبری کا اعلان کیا جاتا ہے۔

......قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق عطا ہوتی ہے اور قرآن سننے اور تراویح سنانے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

......اعتکاف جو بارگاہ الٰہی میں قرب وحضور کا بہترین ذریعہ ہے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

......لیلۃ القدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے میسر آتی ہے۔

......روزانہ دس لاکھ مسلمانوں کی جہنم سے نجات اور پھر آخر رمضان میں ان سب کے برابر کی نجات کا اعلان کیا جاتا ہے۔

......اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتے ہیں اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمالیں اس کو کبھی عذاب نہیں دیتے۔

......اللہ تعالیٰ اس ماہ میں ملائکہ کو اپنے بندوں کے لئے دعائے مغفرت پر لگا دیتے ہیں۔

......اس مہینہ کے لئے جنت کو سنوارا جاتا ہے تاکہ اللہ کے بندے تھک ہار کر جنت میں آ کر راحت وسکون حاصل کریں۔

......اس ماہ میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

......عید کے دن عید گاہ میں حاضر تمام مسلمانوں کی' جنھوں نے رمضان اور روزہ کا احترام کیا' مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

لہٰذا جو شخص مغفرت ورحمت کی اس صلائے عام سے مستفید نہ ہوسکے اس سے بڑا حرمان نصیب کون ہوگا؟ ایسے ہی حرمان نصیب کے لئے حدیث شریف میں ہلاکت وبربادی کی بددعا کی گئی ہے۔ اور فرمایا' ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرا سکا۔' اعاذنا اللہ منہ

لیلۃ القدر کی دعاؤں میں امت مسلمہ کو یاد رکھئے

قارئین ختم نبوت تک جب یہ رسالہ پہنچے گا تو لیلۃ القدر کی مبارک ساعتیں قریب ہوں گی۔ قارئین سے جہاں یہ درخواست ہے کہ وہ امت مسلمہ کو اس وقت اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں اور اسلام اور مسلمانوں کو ابتلاء وآزمائش سے نجات کے لئے خصوصی دعائیں کریں' وہاں ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ تمام قارئین فتنہ قادیانیت کے خاتمے کے لئے بھی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

عید مبارک

رمضان المبارک کا مبارک مہینہ قریب الختم ہے اور عید کی خوشیاں قریب آ رہی ہیں۔ رمضان المبارک کی برکات سے عنقریب محرومی کا دکھ بھی ہے اور عید کے دن منانے کا جوش وخروش بھی عید کے اس پرمسرت موقع پر اپنے غریب اور نادار مسلمان بھائیوں کو نہ بھولئے جو مختلف وجوہات کی بنا پر عید کی خوشیاں منانے سے محروم ہیں۔ ان کی حتی الوسع مدد کیجئے اور عید کا سامان کرنے میں ان کا ساتھ دیجئے۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے سلسلے میں اکابرین کی سرکردگی میں عالم اسلام کی بقا اور قادیانیت کے استیصال کی جدوجہد کرنے والی عظیم جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ضرور یاد رکھئے اور مجلس کے بیت المال کو مضبوط کرکے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ انجام دیجئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حق دار بنئے۔

نیکیوں اور برکتوں کا موسم

ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفیؒ

ہماری عبادات وطاعات بکھری سی صورت کی ہوکر رہ گئی ہیں اور اس بدحواس زندگی اور نفسانی وشہوانی ماحول میں ان کی حقیقت اور اہمیت جیسی ہونی چاہئے' ہمارے دلوں میں نہیں ہے' اس لئے پہلے تو اللہ پاک سے دعا کریں کہ یا اللہ! جب آپ نے توفیق دی ہے تو آپ ہی ان عبادات کی اہمیت' برکات وتجلیات اور ان کے ثمرات' فہم سلیم وتوفیق اعمال صالحہ اور حیات طیبہ عطا فرمادیں۔ آمین۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ ہمارے ضعف ایمان اور ناکارہ اعمال کو از سر نو قوی اور کامل بنانے کے لئے رمضان المبارک کے چند گنتی کے دن عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے ان کو غنیمت سمجھ کر ہمیں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ ان ''ایام معدودہ'' کی قدر کرنی چاہئے' یوں تو اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا وآخرت کے سرمایہ کے لئے ہم کو چند فرائض وحقوق واجبہ کا مکلف بنایا ہے مگر اس ماہ مبارک میں چند نوافل ومستحبات کے اضافہ کے ساتھ ہم کو زیادہ سے زیادہ حلاوت ایمانی اور اعمال کی پاکیزگی اور اپنی رضا کے حصول کا موقع عطا فرمایا ہے' اس کی قدر کرو اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ اور اس کے شروع ہونے سے پہلے اپنے ظاہری وباطنی اعضاء کو خوب توبہ واستغفار سے پاک وصاف کرلو' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اس لئے یہ احسان وانعام فرمایا کہ ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے فائز المرام ہونے پر خوش ہوجائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس اعلان کا مصداق بنیں: **ولسوف یعطیک ربک فترضی** (عنقریب آپ کو آپ کا رب اس قدر عطا کرے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے) اس لئے ہمارے ذمہ بھی شرافت نفس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے آقائے نامدار نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی حتی الامکان کوشش تک کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں' اس لئے ہم اس وقت عہد کرلیں کہ انشاء اللہ ہم اس ماہ مبارک کے تمام لمحات شب وروز اسی احتیاط اور اہتمام میں گزاریں گے جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے۔

یوں تو سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں' ہر وقت اور ہر آن انہیں کی مشیت کارفرما ہے اور ہماری تمام عبادات وطاعات ان ہی کے لئے ہیں اور وہی ہم کو دنیا وآخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمائیں گے مگر نبی الرحمت ﷺ کے امتیوں کے ساتھ ان کا لامتناہی احسان خصوصی یہ ہے کہ فرمایا: ''یہ مہینہ میرا ہے اور اس کا صلہ میں خود دوں گا۔'' اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ جو صلہ اور اجر اس ماہ کے اعمال کا ہوگا اس کا بے حد وبے حساب ہونا اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کے علم میں ہے۔

اس احسان شناسی کے جذبے کو پورا کرنے کے لئے تو کما حقہ اللہ ہم کو بھی عزم بالجزم کرلینا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم جو کچھ بھی کریں گے وہ اللہ رب العالمین کے لئے ہی کریں گے' پھر دیکھئے کہ اس عزم کے صلہ میں تائید الٰہی کس طرح ہمارے شامل حال رہتی ہے۔

تہیہ کرلیجئے کہ اب ایک پاکیزہ ومحتاط زندگی گزاریں گے' آنکھوں کا غلط انداز نہ ہونے پائے' سماعت میں فضول باتیں نہ آنے پائیں۔ بے کار باتوں میں مشغول نہ ہوں' اس کے علاوہ تمام غیر ضروری تعلقات بھی کم کردیں۔ ایسی تقریبات میں شریک بھی نہ ہوں جہاں شریعت کے خلاف کام ہوں تو انشاء اللہ پاک وصاف رہیں گے۔

یاد رکھو! ناپاکیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور کس قدر بڑا احسان ہے کہ اپنے گناہ گار غفلت زدہ بندوں کو پہلے ہی سے متنبہ کردیا کہ جیسے ہی رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو' تم اپنے عمر بھر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کرالو تاکہ تم کو اپنے مربی حقیقی سے صحیح وقوی تعلق پیدا ہوجائے اور اگر تم نے ہماری مغفرت واسعہ ورحمت کاملہ کی قدر نہ کی تو پھر تمہاری تباہی وبربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی۔ اب اس اعلان رحمت پر کون ایسا بدنصیب بندہ ہے جو اس کے بعد محروم رہنا چاہے گا۔ اس لئے ہم سب لوگ یقیناً بڑے خوش نصیب ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی

زندگی میں پا رہے ہیں۔ اب تمام جذبات عبدیت کے ساتھ اور مکمل ندامت کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں اور اس ماہ مبارک کی تمام برکات وانوار و تجلیات الٰہیہ سے مالا مال ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین۔

جی بھر کر دو دن' تین دن' چار پانچ دن اپنے تمام گناہ عمر بھر کے جتنے یاد اور تصور میں آسکیں اور جہاں جہاں نفس وشیطان سے مغلوب رہے ہوں چاہے وہ دل کا گناہ ہو' آنکھ کا' زبان کا' یا کان کا گناہ ہو' سب ندامت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش کر دو اور کہو کہ اب وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے' یا اللہ! ہم کو معاف فرما دیجئے۔ یا اللہ! ہم سے غفلت ونادانی کی وجہ سے نفس وشیطان کی شرارت سے عمداً وسہواً جو بھی گناہ کبیرہ وصغیرہ صادر ہو چکے ہیں جو ہماری دنیا وآخرت کے لئے انتہائی تباہ کن ہیں اور جن کی شامت اعمال کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں۔ اپنی مغفرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے سب معاف فرما دیجئے' ہم انتہائی ندامت قلب کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں منت وساجت کے ساتھ دست بدعا اور سربسجود ہیں۔

''اے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اگر آپ نے ہماری بخشش نہ کی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔''

اے اللہ ہر وہ بات جو قابل مواخذہ ہو معاف فرما دیجئے۔ دنیا میں' قبر میں' برزخ میں' حشر میں' پل صراط پر جہاں جہاں بھی مواخذہ ہو سکتا ہے سب معاف فرما دیجئے اور یا اللہ ہمارے ایمان کو مضبوط اور قوی فرما دیجئے۔

انشاء اللہ تعالیٰ حسب وعدہ الٰہی ہماری یہ دعا ضرور قبول ہوگی' اب خبردار اپنی گزشتہ غفلتوں اور کوتاہیوں کو اہمیت نہ دینا' زیادہ تکرار نہ کرنا' مایوس وناامید نہ ہونا۔ جب ان کا وعدہ ہے تو سب انشاء اللہ معاف ہو جائے گا۔

لیکن ہاں چند گناہ ایسے ہیں جن کی معافی مشکل ہے' مسلمان مشرک تو ہوتا نہیں لیکن کبھی کبھی یہ ممکن ہے کہ پریشان ہو کر عالم اسباب کی کسی قوت کو مؤثر سمجھ لیا ہو۔ دنیاوی وسائل وذرائع کے سامنے اس طرح جھک گئے ہوں جس طرح ایک مومن کو جھکنا نہ چاہئے' تو یا اللہ! آپ یہ سب لغزشیں بھی معاف کر دیجئے۔ بس اب مغفرت کا معاملہ ہو گیا' اب ان کی رحمت واسعہ طلب کرو۔ اسی طرح ایک ناقابل معافی گناہ کبیرہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کھوٹ اور کینہ ہو' کینہ رکھنے والے کے متعلق حدیث میں ہے کہ یہ ایسا شخص ہے جو شب قدر کی تجلیات' مغفرت اور قبولیت دعا سے محروم رہے گا۔ عالم تعلقات میں اپنے اہل وعیال' عزیز و اقارب' دوست احباب سب پر ایک نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان میں کسی کی طرف سے دل میں کسی قسم کا کھوٹ' کینہ اور غصہ تو نہیں ہے' کسی کی حق تلفی تو نہیں ہوئی ہے' کسی کو ہماری ذات سے تکلیف تو نہیں پہنچی ہے۔ اللہ پاک اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک ان کی مخلوق ہم سے راضی نہیں ہو جاتی' دیکھو اگر تم اس معاملہ پر حق بجانب ہو اور دوسرا باطل پر ہے تو پھر جب تم اللہ پاک سے مغفرت چاہتے ہو تو اس کو معاف کر دو اور اگر تمہاری زیادتی ہو تو اس سے جا کر معافی مانگ لو۔ اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے' اگر بالمشافہ ہمت نہ ہو تو ایک تحریر لکھ کر اس کے پاس بھیج دو کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے' اس میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ دلوں کو صاف رکھنا چاہئے' اس لئے ہم اور آپ بھی آپس میں دل صاف کر لیں اور ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔

اس کے بعد ان سے نہ بدخواہی کرو' نہ دل میں انتقام لینے کا خیال کرو' اپنی بیوی بچوں پر بھی نظر ڈالو کہ ان میں سے کوئی تم سے ناراض تو نہیں یعنی ان کے ساتھ کوئی بے جا تشدد یا زیادتی تو نہیں کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں بلکہ خوش اسلوبی سے ایسا برتاؤ کرو جس سے وہ خوش ہو جائیں' اسی طرح بھائی بہن عزیز و اقارب غرض کسی سے کسی قسم کی بھی رنجش ہے تو تم ان کو معاف کر دو' اس لئے کہ تم بھی آخر اللہ میاں سے معافی چاہتے ہو۔

لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ لغو باتیں کرنے سے عبادت کا نور جاتا رہتا ہے' لغو باتیں کیا ہیں؟ جیسے فضول قصے' کسی کا بے فائدہ ذکر' سیاسی امور پر بحث یا خاندان کی باتیں اگر شروع ہو جائیں تو اس میں غیبت ہونے کا امکان ضرور ہی ہوتا ہے' اس لئے اس سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہئے' پھر بے کار اور بے فائدہ کتابوں اور رسائل کا مطالعہ یا کوئی اور بے کار مشغلہ' ان سب سے بچتے رہو' صرف تیس دن گنتی کے ہیں اور کچھ کرنا ہی چاہتے تو کلام پاک پڑھو۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور دینی کتب کا مطالعہ کرو۔

رمضان شریف میں دو عبادتیں سب سے بڑی ہیں: ایک تو کثرت سے نمازیں پڑھنا (اس میں تراویح کی نماز بھی شامل ہے اور اس کے علاوہ تہجد کی نماز کی چند رکعات ہو جاتی ہیں پھر اشراق' چاشت اور اوابین کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیے۔ دوسرے تلاوت کلام پاک کی کثرت' جتنی بھی توفیق ہو۔

کلام پاک پڑھنے سے کئی فائدے نصیب ہوجاتے ہیں' تین چار عبادتیں اس میں شریک ہوتی ہیں اور بہت باعث برکت ہیں یعنی دل میں عقیدت' عظمت ومحبت اور یہ خیال کرکے پڑھنے سے کہ اللہ پاک سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ یہ دل کی عبادت ہے' زبان بھی تکلم کرتی ہے' یہ زبان کی عبادت ہے۔ کان سنتے جاتے ہیں اور آنکھیں کلام الٰہی کی عبادت کے نقوش کی زیارت کرتی ہیں تو ان تمام اعضاء کو عبادات میں جداگانہ ثواب ملتا ہے' ان اعضاء کا اس سے زیادہ اور کیا صحیح مصرف ہوسکتا ہے اور یہ سعادتیں ہی نہیں بلکہ ان میں تجلیات الٰہی مضمر ہیں' نور حاصل ہوتا ہے اور نور کے معنی روشنی کے نہیں بلکہ طمانیت قلب ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب ورضا ہے۔

جب تلاوت سے تکان ہونے لگے تو بند کردیں اور پھر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں۔ دس پندرہ بار لاالہ الااللہ تو ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہیں۔ ان متبرک ایام میں اگر ذکر اللہ کی عادت ہوگئی تو پھر انشاء اللہ ہمیشہ اس میں آسانی ہوگی۔

اسی طرح درود شریف کی بھی کثرت رکھئے ان محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں یہ سب دین ودنیا کی نعمتیں مل رہی ہیں۔ استغفار جی بھر کر تو کیجئے پھر بھی جب یاد آجائے چند بار کرلیا کریں' ماضی کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے' اب مستقبل کو سوچئے۔ مستقبل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعات وعبادات میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریئے۔ اس طرح ایک مومن روزہ دار کی ساری ساعتیں عبادت ہی میں گزرتی ہیں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اگر تم کسی دفتر میں کام کرتے ہو تو تہیہ کرلو کہ تمہارے ہاتھ سے' زبان سے' قلم سے خدا کی مخلوق کو کوئی پریشانی نہ ہو' کسی کو دھوکہ نہ دو' کسی ناجائز غرض سے کسی کا کام نہ روکو' کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو۔ روکے رکھو اپنے آپ کو' اگر تم تاجر ہو تو صداقت وامانت سے کام کرو' کسی قسم کے ایسے لالچ یا نفع سے کام نہ کرو جس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے یا تمہارا معاملہ کسی کی ایذا کا سبب بن جائے۔

آنکھیں گناہوں کا سرچشمہ ہیں ان کو نیچا رکھیں۔ بدنگاہی صرف کسی پر بری نگاہ ڈالنا ہی نہیں بلکہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا' حسد کی نظر یا برائی کی نظر سے دیکھنا بھی آنکھوں کا گناہ ہے۔

روزہ داروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ بات بات پر غصہ آتا ہے گھر کے اندر یا گھر کے باہر کہیں بھی' تو یہ بات اچھی نہیں ہے۔ روزہ تو بندگی وشکستگی پیدا کرتا ہے۔ عجز ونیاز پیدا کرتا ہے۔ پھر یہ روزہ کا بہانہ لے کر بات بات پر غصہ اور لڑنا جھگڑنا کیسا؟ روزہ درماندگی کی چیز ہے' اس میں تو اضع پیدا ہونی چاہیے۔ جھک جانے میں بڑی فضیلت ہے۔ تیس دن تک یہ کرلیجئے' اس میں نفس کا بڑا مجاہدہ ہوتا ہے جو تمام عمر کام آتا ہے۔ یہ عادت بڑی نعمت ہے جو ان دنوں میں بڑی آسانی سے ہاتھ آجاتی ہے۔

رمضان کی راتیں عبادتوں میں گزارنے سے دن میں بھی سچائی اور دیانت سے کام کی عادت ہوجاتی ہے۔ اس کا اہتمام کریں کہ مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کریں اور اگر توفیق وفرصت مل جائے تو بڑے کام کی بات بتارہا ہوں۔ تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد میں بیٹھے رہیں اور اعتکاف کی نیت کرلیں۔ قرآن شریف پڑھیں تسبیحات پڑھیں' غروب آفتاب سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور کلمہ تمجید سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ' اللہ اکبر پڑھتے رہیں اور قریب روزہ کھلنے کے خوب اللہ پاک سے مناجات کریں اور اپنے حالات ومعاملات پیش کریں' دنیا کی دعائیں مانگیں' آخرت کی دعائیں مانگیں فراغت قلب اور عافیت کاملہ کی دعائیں مانگیں۔

اکثر دیندار عورتیں اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ان کو روزہ افطار کرنے سے قبل عصر اور مغرب کے درمیان تسبیحات پڑھنے یا دعائیں کرنے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ یہ وقت ان کا باورچی خانے میں صرف ہوجاتا ہے' کھانا تیار کرنے میں مشغول رہتی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ وقت بھی عبادت میں گزرتا ہے' روزہ رکھتے ہوئے وہ کھانا تیار کرنے کی مشقت گوارا کرتی ہیں جو اچھا خاصا مجاہدہ ہے' پھر روزہ داروں کے افطار اور کھانے کا انتظام کرتی ہیں جس میں ثواب ہی ثواب ہے اور وہ جن عبادات میں مشغول ہونے کی تمنا کرتی ہیں' یہ ان کی تمنا خود ایک نیک عمل ہے' اس پر بھی انشاء اللہ ثواب ملے گا' پھر یہ بھی ممکن ہے غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ قبل انتظامات سے فارغ ہونے کا موقع مل سکتا ہے اور اگر نہ بھی ملے تو ثواب انشاء اللہ ضرور مل جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شریعت وسنت کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔ صرف نماز' روزہ ہی اللہ کے فرائض نہیں ہیں اور بھی فرائض ہیں اور بھی احکامات ہیں ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً وضع قطع' لباس وپوشاک سب شریعت کے مطابق ہو۔ پردہ کا خاص اہتمام ہو' بے پردہ باہر نہ نکلیں اور ویسے بھی شریعت نے جن کو نامحرم بتایا ہے ان سے بے تکلف ملنا جلنا بھی گناہ ہے' اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آپس میں جب ملیں بات چیت کریں تو فضول تذکرے نہ چھیڑیں'

ایسے تذکرے میں عورتیں ضرور غیبت کے تحت گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ نام ونمود کے لئے کوئی بات نہ کریں یہ بھی گناہ ہے اگر ان باتوں کا اہتمام نہ کیا تو باقی اور عبادات سب بے وزن ہو جاتی ہیں اور اسے مواخذہ کا قوی اندیشہ ہے' خوب سمجھ لو۔

اس ماہ مبارک میں ہر عمل نیک کا ستر گنا ثواب ملتا ہے چنانچہ جہاں اور عبادات وغیرہ ہیں وہاں اس ماہ مبارک میں صدقہ وخیرات خوب کرنا چاہئے' اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر ممکن ہو یہ سعادت بھی حاصل کرلے' یہ بھی خوب سمجھ لیجئے اس ماہ مبارک میں جس طرح نیک اعمال کا بے حد وحساب اجر وثواب ہے اسی طرح ہر گناہ کا مواخذہ وعذاب بھی بہت شدید ہے۔ عیاذ باللہ۔

اپنے مرحوم اعزہ آباؤ اجداد اور احباب کے لئے ایصال ثواب کرنا بھی بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور بہترین صدقہ ہے۔ میں اپنے ذوق قلبی تقاضہ سے ایک بات کہتا ہوں جس کا جی چاہے عمل کرے یا نہ کرے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں۔ انہوں نے پالا پرورش کیا' دعائیں کیں' راحت پہنچائی اور جب تک تم بالغ نہیں ہوئے تمہارے کفیل رہے اور جب تم بالغ ہوئے تو تم نے ان کی کیا خدمت کی ہوگی۔ تو دیکھو جتنا سرمایہ ہے اپنے زندگی بھر کے اعمال حسنہ کا اور طاعات نافلہ کا سب نذر کر دو اپنے والدین کو' ان کا بہت بڑا حق ہے کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہر ربوبیت بنایا ہے' اس عمل خیر کا ثواب تمہیں بھی اتنا ملے گا جتنا دے رہے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ یہ تمہارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ میں تو اپنی ساری عمر کی تمام عبادات وطاعات نافلہ اور اعمال خیر اپنے والدین کی روح پر بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے قبول فرمائیں۔ اپنی عبادات نافلہ کا ثواب احیاء وا موات دونوں کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

اس ماہ مبارک میں لیلۃ القدر ہے۔ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ کلام پاک میں ہے کہ "تم کیا جانو لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔" کہاں پاؤ گے ہزار مہینے جہاں خیر ہی خیر ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر انعام عظیم ہے اور انہیں کے خزانہ لا متناہی میں اس خیر کا سرمایہ ہے۔ رمضان شریف کے مہینہ کا ہر دن تو شب قدر کے انتظار ہی میں ہے

ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی

اور اس انتظار میں اور اس کے اہتمام میں وہی ثواب ہر روز ملے گا جو شب قدر میں ہے' اگر شب قدر ۲۷رمضان کو ہے تو جو روزہ پہلے رکھا وہ شب قدر ہی کی جانب تو ایک قدم ہے اسی طرح دوسرا روزہ رکھا۔ تیسرا رکھا تو یہ سارے شب قدر سے قریب ہونے کا ذریعہ ہیں یا نہیں؟ جس طرح مسجد میں جانے پر ہر قدم پر ثواب ملتا ہے اسی طرح پہلے روزہ سے شب قدر تک ہر لمحہ پر انشاء اللہ ثواب ملے گا۔ بشرطیکہ ہم اس کے حریص ہوں۔ اب ہم لوگوں کی ایک ایک رات شب قدر ہے اور اس کی قدر کرنی چاہیے۔

شب قدر کے متعلق یہ بات بھی ہے کہ اس کا وقت غروب آفتاب سے طلوع فجر تک رہتا ہے' اس لئے اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے' جس قدر ممکن ہو نوافل وتسبیحات اور دعاؤں میں کچھ اضافہ ہی کر دینا چاہیے۔ ساری رات جاگنے کی بھی ضرورت نہیں جس قدر تحمل ہو بہت ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو یہ ایک ذریعہ ہے اپنے بندوں کو اپنا بنانے کا اب ہم لوگ بھی اس محبت کا حق ادا کریں اور یہ امید رکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ سے قوی ہو جائے گا۔

یہ تو خلاصہ ہے رمضان شریف کے اعمال کا لیکن یہ تو ذاتی طور پر تمہاری عبادات ہیں' اب دین کے مطالبات اور بھی ہیں' تمام مؤمنین' مومنات' مسلمین ومسلمات کے لئے دعائیں کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان روزانہ ستائیس دفعہ تمام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت ورحمت کرے تو اس کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں' ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے۔ رزق میں فراخت ہوتی ہے اور نہ جانے کتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

مطالبات ایمانیہ کچھ اور آگے جاتے ہیں' وہ یہ کہ جو مسلمان اس زمانہ میں زندقہ والحاد کی طرف جارہے ہیں' ان کی ہدایت کی لئے بھی دعائیں مانگیں۔ اس لئے کہ یہ بھی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دین کی عظمت' ہدایت اور دین کا فہم عطا فرمائیں اور صحیح وقوی ایمان اور اسلام عطا فرمائیں' پاکستان اور اہل پاکستان کی سلامتی کے لئے خوب دعائیں مانگیں۔

بطور لطیفہ یہ بات سمجھ آئی کہ رمضان المبارک کے تین عشرے اس دعا کے مصداق ہیں۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

۱۔ پہلا عشرہ رحمت کا۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ (اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما)۔

۲۔ دوسرا عشرہ مغفرت کا۔ وفی الآخرۃ حسنۃ (اور آخرت میں بھلائی عطا فرما۔)

۳۔ تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات کا۔ وقنا عذاب النار۔ (اور جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا۔)

رمضان کے متبرک مہینہ میں یہی دعائیں

مانگتی ہیں کہ یااللہ! آپ نے اس مبارک ماہ میں جتنے وعدے فرمائے ہیں اور آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بشارتیں دی ہیں۔ یااللہ! ہم ان سب کے محتاج ہیں' آپ ہم کو سب ہی عطا فرمادیجئے۔

یااللہ! ہم لوگ جو توبہ استغفار کریں وہ سب قبول کرلیجئے۔ ہمارے متعلقین' دوست احباب کو توفیق دیجئے کہ وہ آپ کی عبادت وطاعات میں مشغول ہوں۔ ہم میں جو خامیاں ہیں سب کو دور کردیجئے' ہم کو قوی سے قوی ایمان عطا فرمایئے۔ زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق دیجئے۔ یااللہ ہماری آنکھوں' کانوں' زبان اور دل کو لغویات سے پاک رکھیئے۔ یااللہ! ان میں اپنے ایمان کا نور عطا فرمایئے۔

یااللہ! سب مسلمین' مسلمات پر رحم فرمایئے۔ تمام ملکوں میں جہاں جہاں مسلمان بے راہ روی میں پڑگئی ہیں۔ ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہوگیا ہے اس کو دور فرمایئے۔ ان کو اتباع شریعت اور سنت کی توفیق عطا فرمادیجئے' ان کو اپنا بنالیجئے' ان کو توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمادیجئے۔

یااللہ! خصوصاً پاکستان میں جو زندقہ اور الحاد کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے' یااللہ! اس کو دور فرمادیجئے اور اس سیلاب بلا سے ہمیں نجات عطا فرمایئے۔ آئندہ نسلیں نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں۔ اللہ ان کی حفاظت فرمایئے' ان کے دلوں میں دین کی عظمت اور آخرت کا خوف پیدا کیجئے' یااللہ! ان میں انسانیت اور شرافت کے احساسات وجذبات پیدا فرمادیجئے۔

یااللہ! ہر طرح کی برائیوں سے تباہ کاریوں سے بچالیجئے۔

یااللہ! ہمارے ملک میں جو منکرات و فواحشات عام ہورہے ہیں۔ آپ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال ہورہی ہیں' ہم مسلمانوں کو اس تباہی وبربادی سے بچالیجئے' جو لوگ حواس باختہ ہیں ان کی بھی راہنمائی فرمایئے۔

یااللہ! پاکستان کو قمار خانے' شراب خانے' نائٹ کلب' ریڈیو' ٹیلی ویژن کی لغویات سے' سینماگھروں جن سے روز وشب ہماری اخلاقی اور معاشرتی اور اقتصادی زندگی تباہ وبرباد ہورہی ہے' ان تمام فواحشات سے ہم کو پاک صاف فرمادیجئے اور یااللہ! ارباب حل وعقد کو توفیق دیجئے اور اس کا احساس دیجئے کہ وہ اپنے اختیارات سے ان منکرات کو مٹائیں اور آپ کی رضاجوئی کے لئے دین کی اشاعت کریں۔

یااللہ! امن وامان کی صورت پیدا کردیجئے۔ بیرونی سازشوں' دشمنوں کی نقصان رسانی سے ہماری مملکت اسلامیہ کو بچالیجئے' ہمارے دین کی حفاظت فرمایئے۔

یااللہ! ہم یہ دعائیں آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اس ماہ مبارک کی برکت سے قبول فرمالیجئے۔ یااللہ! جو مانگ سکے وہ بھی دیجئے اور جو نہ مانگ سکے وہ بھی دیجئے' جس میں ہماری بہتری ہو دین ودنیا کی فلاح ہو' یااللہ! وہ سب ہم کو عطا کیجئے۔ نفس وشیطان سے ہم کو بچایئے' اپنی رضائے کاملہ عطا فرمائے۔

یااللہ! آپ کا وعدہ ہے کہ یہ مہینہ آپ کا ہے' اس ماہ مبارک میں ہم کو اپنا بنالیجئے۔

یااللہ! آپ مربی ہیں' رحیم ہیں غفور ہیں ہماری پرورش کرنے والے ہیں ہمارے رزاق ہیں۔ اپنا صحیح تعلق عطا فرمایئے ہمارے سارے معاملات دین کے ہوں یا دنیا کے' یااللہ! سب آسان کر دیجئے۔ مرنے کے بعد برزخ کے تمام معاملات آسان کردیجئے۔ یوم حساب کا معاملہ آسان کردیجئے اور اپنی رضائے کاملہ کے ساتھ جنت میں داخل کردیجئے۔

یااللہ! اپنے محبوب' شفیع المذنبین' رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمایئے۔ ہمارے ظاہر کو بھی پاک کردیجئے اور باطن کو بھی پاک کردیجئے۔

یااللہ! ہمیں رمضان المبارک کے ایک ایک لمحے کے انوار وتجلیات' چاہے ہم محسوس کریں یا نہ کریں' آپ سب عطا فرمادیجئے۔

یااللہ! ہمارے روزے اور عبادات' چاہے ناقص ہوں آپ اپنے کرم سے قبول فرمالیجئے اور کامل اجر عطا فرمایئے۔

یااللہ! جو جو دشواریاں' بیماریاں' پریشانیاں جس میں ہم مبتلا ہیں اور آنے والے خدشات آفات ہیں' ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے۔

یااللہ! کھانے پینے کی چیزوں میں گرانی روز افزوں ہوتی جارہی ہیں' سب سے حفاظت فرمایئے' ہم کو پاکیزہ اور ارزاں غذائیں عطا فرمایئے۔

یااللہ! ایمان والوں کے لئے آج کل کا معاشرہ تہذیب وتمدن کی لعنتوں کا ماحول جہنم کدہ بنا ہوا ہے' اس کو گلزار ابراہیم بنادیجئے۔ ہماری تمام حاجات پوری فرمایئے۔ آمین بجق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد وعلیٰ
ال سیدنا محمد وبارک وسلم

☆☆..............☆☆

اعتکاف کی فضیلت

درج ذیل مضمون حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہٗ کی ایک تقریر ہے جو آپؒ نے اعتکاف کے موضوع پر جامع مسجد فلاح میں معتکفین سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اعتکاف کی نیت سے اپنے گھر میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اس کا بڑا انعام عظیم ہے۔ آپ حضرات دور ونزدیک سے تشریف لائے ہیں اور یہ آنا محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور اس کے پاک گھر میں جمع ہونے کے جو فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان فضائل کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔

ایک دن ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ) فرمانے لگے کہ بھئی! مولانا رومیؒ کا ایک شعر ہے:

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: ”تھوڑے سے وقت کے لئے کسی اللہ کے مقبول بندے کے پاس بیٹھ جانا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔“

یہ شعر پڑھ کر حضرتؒ فرمانے لگے کہ تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آئے ہو محض اللہ تعالیٰ کے لئے میرے پاس جمع ہوئے ہو اس وقت تم سب کے سب اولیاء ہو اور میں تمہاری صحبت میں بیٹھا ہوں۔ اللہ اکبر! بہت اچھی بات فرمائی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے۔ بھائی! کوئی کسی دشمن کے گھر تو نہیں جایا کرتا، دوست کے گھر جایا کرتا ہے۔ آپ حضرات اللہ کے گھر میں حاضر ہوئے ہیں تو محض اللہ تعالیٰ کی دوستی کی وجہ سے حاضر ہوئے ہیں اس لئے اس وقت آپ لوگ ولی اللہ ہیں اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ ہمیں بھی اپنے مقبول بندوں کے ساتھ ملحق فرمادے۔

اعتکاف کی فضیلت:

یہ اعتکاف کی عبادت بہت اونچی عبادت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”اور جب ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کا ٹھکانا بتلایا، بیت اللہ کی جگہ بتلائی (تو ہم نے ان کو چند حکم دیئے ایک تو یہ) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا (یہ سنایا مکہ کے مشرکین کو کہ انہوں نے اللہ کے گھر کو بت پرستی کا اڈہ بنا رکھا تھا) اور (ایک حکم ہم نے یہ دیا کہ) میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور (نماز میں) قیام کرنے والوں کے لئے اور رکوع، سجدہ کرنے والوں کے لئے (تمام ظاہری اور معنوی نجاستوں سے) پاک رکھئے۔“

یہ طواف تو مخصوص ہے بیت اللہ شریف کے لئے جہاں تک اعتکاف کا تعلق ہے یہ تمام مساجد میں ہوتا ہے۔ کعبہ والی مسجد جو کعبہ کے اردگرد ہے اور جس کو مسجد حرام کہتے ہیں اس میں اعتکاف کرنا سب سے افضل ہے دوسرے نمبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں، تیسرے نمبر پر بیت المقدس کی مسجد میں اور اس کے بعد تمام مساجد برابر ہیں البتہ جس مسجد میں نماز پنج گانہ ہوتی ہو اس میں اعتکاف افضل ہے اور پھر ترجیح کی وجوہ اور بھی ہو سکتی ہیں، کسی مسجد میں وعظ اور درس ہوتا ہے اصلاح و ارشاد کا سلسلہ جاری ہے وہاں اس نیت سے کہ ہمیں فائدہ پہنچے گا اعتکاف کرنا افضل ہوگا۔

اعتکاف کی قسمیں:

اعتکاف ایک تو مسنون ہے اور وہ ہے آخری عشرے کا اعتکاف (رمضان المبارک کے آخری دس دن کا اعتکاف) یہ مسنون ہے بطور سنت مؤکدہ علی الکفایہ یعنی سنت مؤکدہ ہے بطور کفایہ کے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آدمی محلے میں اعتکاف بیٹھ جائے تو مسجد کا حق ادا ہو جائے گا اور محلے والے ترک اعتکاف کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں گے لیکن اگر وہاں پر کوئی شخص بھی اعتکاف نہیں بیٹھا تو پورا محلہ مسجد کی حق تلفی کرنے والا شمار ہوگا۔ بہت سے دیہات ایسے ہیں جن میں مسجد

اعتکاف سے محروم رہتی ہے' بلکہ بہت سے قصبات ایسے ہیں کہ وہاں بعض مساجد میں کوئی بھی اعتکاف میں بیٹھنے والا نہیں۔ میں نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا کہ کسی ایسے جاہل آدمی کو پکڑ کر اعتکاف میں بٹھا دیتے تھے جو کچھ بھی نہیں جانتا اور اس کو کہتے تھے کہ میاں تمہاری روٹی پانی کا انتظام ہم کر دیں گے' تم مسجد میں اعتکاف بیٹھ جاؤ۔ وہ غریب سمجھتا تھا کہ مجھے دس دن کے لئے قید کر رہے ہیں' لیکن یوں سوچ کر کہ روٹی ملے گی' اعتکاف میں بیٹھ جاتا تھا۔

بہر حال رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف تو مسنون ہے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد حتی الوسع کبھی بھی اس میں ناغہ نہیں فرمایا' ایک سال کسی عذر کی وجہ سے ناغہ ہو گیا تھا تو دوسرے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا' گویا گزشتہ سال کے دس دن کی قضا بھی کی' اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے علاوہ دوسرا اعتکاف مستحب ہے' اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب بھی آپ مسجد میں قدم رکھیں تو اعتکاف کی نیت کر لیں کہ میں جب تک اس مسجد میں رہوں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں' اور اگر کوئی شخص منت مان لے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اتنے دن کا اعتکاف کروں گا تو کام ہو جانے کی صورت میں اتنے دنوں کا اعتکاف اس کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے' اور یہ اعتکاف واجب کہلاتا ہے۔

یہ تو میں نے اعتکاف کا مسئلہ بیان کیا۔

ہمارے شیخ (حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی) نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ "فضائل رمضان" میں اعتکاف کی فضیلت میں یہ حدیث نقل کی ہے' اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے' آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے چپ چاپ بیٹھ گیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں' کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں' کیونکہ فلاں کا مجھ پر حق (قرض) ہے' اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں؟ اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے' اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا: بھولا نہیں ہوں' بلکہ میں نے اس قبر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے" اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گزرا" یہ الفاظ کہتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ: جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں جائے اور کوشش کرے' یہ اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے' اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ بنا دیتے ہیں جن کی چوڑائی آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔"

اعتکاف کے لئے اخلاص شرط ہے:

اور جب ایک دن کے نفل اعتکاف کا ثواب یہ ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کا کتنا ثواب ہوگا؟ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم کیا اندازہ کریں گے' اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہمارے قیاس اور اندازہ سے باہر ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو' کوئی اور مقصد درمیان میں نہ ہو' اور یہ نیت کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے' اگر پہلے اس نیت کا استحضار نہیں تھا تو اب کر لو' بہت آسان ہے۔ بھئی نیت تو اپنے قبضے کی چیز ہے' اگر کسی شخص کی نیت میں کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی' تو اس ملاوٹ کو ہٹا دے' اور اب نیت کر لے کہ یا اللہ! میں نے صرف آپ کی رضا کے لئے یہ کام کیا ہے اور کر رہا ہوں' اگر اس میں میرے نفس کی کوئی شرارت شامل ہے' اگر اس میں کوئی دنیاوی مفاد شامل ہے' اگر اس میں کوئی عزت و جاہ کا مسئلہ شامل ہے تو یا اللہ! میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' بس نیت صحیح ہو گئی۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیا جائے کہ میں یہاں آپ کے گھر میں بس آپ کی رضا کے لئے بیٹھنا چاہتا ہوں اور بیٹھا ہوں' اس میں میری اور کوئی غرض شامل نہیں' اگر کوئی اور غرض شامل ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ شرط ہوئی۔

مسجد کا ادب بجا لایا جائے:

اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ کا گھر سمجھتے ہوئے اور اس کی عظمت کا حق بجا لاتے ہوئے عام حالات میں بھی مسجد کے اندر شور و شغب یا لڑبازی

جیسی کوئی چیز جو وقار کے خلاف ہو نہیں کرنی چاہئے۔

مسجد کے بارے میں بار بار ہم ایک ہی لفظ بول رہے ہیں "اللہ کا گھر" اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسجد واقعی اللہ کا گھر ہے' اللہ کی بارگاہ عالی ہے اور کسی معمولی حاکم کے دربار میں جاکے بھی آپ نہ بلند آواز سے باتیں کریں گے' نہ وہاں چیخیں گے' نہ وہاں کوئی بات وقار کے خلاف کریں گے' بلکہ جتنی دیر آپ وہاں اس کی بارگاہ میں رہیں گے' اپنی وسعت کی حد تک نہایت ہی ادب اور احترام کے ساتھ رہیں گے' اسی طرح جب مساجد میں آؤ تو نہایت تقویٰ کے ساتھ آؤ اور سکون و وقار کے ساتھ رہو' قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جو شخص کہ تعظیم کرے شعائر اللہ کی
تو یہ بات ہے دلوں کے تقویٰ کی وجہ سے۔"

جس قدر دل میں تقویٰ ہوگا' اسی قدر اللہ کی نشانیاں' اللہ کے شعائر' جن میں مسجد سب سے پہلے شامل ہے' ان کا ادب ہوگا اور جتنا ادب ہوگا' اتنا دل میں تقویٰ آئے گا۔ ایک صاحب مکہ مکرمہ میں میرے ساتھ تراویح کی نماز میں کھڑے تھے' وہ کبھی ایک طرف جھک جاتے کبھی دوسری طرف' ان صاحب نے میرا کندھا تھکا دیا اور ہاتھ کو کبھی کہیں لے جاتے اور کبھی کہیں لے جاتے (ہم میں سے اکثر کا یہی حال ہے)۔

دل میں خشوع ہو تو اعضاء میں بھی خشوع ہوگا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز پڑھتے ہوئے اسی طرح اس کے ہاتھ چل رہے تھے کبھی ادھر کبھی ادھر' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں' اس کے قلب میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی اس کے اثرات ہوتے۔ آپ کتنے ادب' کتنے سکون اور کتنے وقار کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں؟ اسی سے اندازہ ہوگا کہ آپ کے دل میں کتنا خشوع ہے اور کتنا تقویٰ ہے۔

ہم سب فقیر ہیں:

دوسری بات یہ کہ فارسی کی ضرب المثل ہے:

"سلامے روستائے بے غرض نیست"

اگر دیہاتی بدو کسی کو سلام کرتا ہے تو یہ سلام بھی بے غرض نہیں ہوتا' اس میں بھی کوئی مطلب پوشیدہ ہوتا ہے' بھئی! ہمارے تو سارے کام غرض کے لئے ہیں' ساری عبادتیں غرض کے لئے ہیں' اور ہم ہیں فقیر' فقیر کا کام مانگنا ہے' اور یہ کوئی عار کی بات نہیں ہے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

تو فقیر کا تواضع کرنا درحقیقت تواضع کی بات نہیں ہے' اور ہم سب کے سب حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی کے فقیر ہیں' کوئی بڑا ہو یا چھوٹا' عالم ہو یا جاہل' کوئی نیک ہو یا بد' کوئی نبی ہو یا ولی' سارے کے سارے اس کی بارگاہ عالی میں ناک رگڑ رہے ہیں' سب فقیر ہیں' سب منگتے ہیں' سب بھکاری ہیں' ایک وہ داتا ہے' باقی سب فقیر ہیں' قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اے لوگو! تم سب فقیر ہو اللہ کی
طرف اور اللہ غنی اور حمید ہے۔"

تم لوگ کھانے کے محتاج ہو' پینے کے محتاج ہو' بیوی کے محتاج ہو' بچے کے محتاج ہو' گھر کے محتاج ہو' کپڑوں کے محتاج ہو' الغرض ہر چیز کے محتاج ہو' ایک ایک چیز کے محتاج ہو' کوئی حد ہے تمہاری محتاجی کی؟ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ضروریات تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہیں' اور اللہ تعالیٰ تمہاری بے شمار حاجتیں پوری فرماتے ہیں' لیکن اس کے باوجود تم محتاج کے محتاج ہی رہے۔ سیٹھ جی کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے مگر رہے کنگال کے کنگال۔ کیونکہ یہ اپنی ذات ہی سے محتاج ہے' اندر سے فقیر ہے' یہ غنی ہو ہی نہیں سکتا' اس کا پیٹ کبھی نہیں بھر سکتا۔

عوام کے درمیان اور اللہ والوں کے درمیان فرق:

البتہ اللہ والوں کے درمیان اور دوسروں کے درمیان یہ فرق ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کے محتاج بنتے ہیں اور اپنی تمام حاجتیں بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں' اور جو لوگ اللہ سے کٹ جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے در پر جاتے ہیں' وہ مخلوق سے مانگتے ہیں جو بے چارے خود فقیر ہیں۔ ایک فقیر نے چند ٹکڑے جمع کئے' بھیک مانگ کر اور دوسرا فقیر اس سے مانگ رہا ہے۔ یہ تو اس سے بھی زیادہ رذیل ہے' اس سے کہا جائے کہ بھئی! بھکاری سے مانگتے ہو؟ کچھ شرم تو کرو' اس غریب نے تو اپنا کشکول خود مانگ مانگ کر بھرا ہے' کوئی ٹکڑا ادھر سے لیا' کوئی ٹکڑا ادھر سے' کسی نے کچھ دیا کسی نے کچھ' اس غریب کے پاس جو بھیک کا سامان تھوڑا بہت آیا تو وہ اس سے مانگتا ہے؟ بڑے شرم کی بات ہے' تو اللہ تعالیٰ کے سوا سب فقیر ہیں' ان سے مانگتے ہو؟ اللہ تعالیٰ سے مانگو' پرانے زمانے میں مولانا خرم علی مرحوم کی ایک نظم بہت چلا کرتی تھی' میں نے بچپن میں اپنے استاد سے سنی تھی' پہلے تو یاد تھی مگر اب تو صرف ایک دو شعر یاد رہ گئے ہیں کہ:

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

ہم نے بچپن میں ایک لطیفہ سنا تھا کہ کوئی بادشاہ جا رہا تھا' اس کو ایک عورت مل گئی جو بے چاری بھیک مانگ رہی تھی' لیکن حسین و جمیل ایسی جیسے چاند کا ٹکڑا' رشک حور رشک پری' بادشاہ کی اس پر نظر پڑی تو عاشق

ہوگیا' اور دل میں ٹھان لی کہ اس کو ملکہ بنایا جائے' بادشاہ نے اس سے کہا کہ تم اس گداگری کی وجہ سے کیسی ذلت میں مبتلا ہو' در در کی بھیک مانگتی ہو' کیا بہتر نہیں ہوگا کہ میں تمہیں لے جاؤں اور تم سے نکاح کرلوں اور تمہیں شاہی محلات کی رانی بنادوں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے' وہ بادشاہ کے ساتھ چلی گئی۔ اب بہترین پوشاکیں' بہترین کھانے اور ہر قسم کی عیش اسے میسر تھی' جو کچھ بھی بادشاہوں کے پاس ہوتا ہے' سب اسے حاصل تھا' کس چیز کی کمی تھی؟ بادشاہ نے کچھ عرصہ کے بعد پوچھا کہ بتاؤ یہ حالت اچھی ہے یا وہ حالت اچھی تھی؟ کہنے لگی اس حالت میں مزہ نہیں آ رہا' وہ جو قسم قسم کے کھانے ملتے تھے' یہاں وہ مزہ نہیں' وہ ذائقہ نہیں ملتا۔ بادشاہ نے کہا کہ اللہ رب العزت نے اس کو شاہی محلات تو دے دیئے مگر طبیعت کی رذالت نہیں گئی' اپنی طبعی رذالت کی وجہ سے شاہی محلات میں آ کر بھی رذیل کی رذیل ہی رہی۔ تو میں عرض کر رہا ہوں کہ بھئی! تم کتنے ہی بڑے بن جاؤ' اونچے چلے جاؤ' علم و فضل کی لائن میں' دنیاوی وجاہت کی لائن میں' کسی بھی لائن میں اونچے سے اونچے چلے جاؤ' تمہارے اندر کا فقر' محتاجی اور ذلت و رذالت تو تم سے جدا ہونے کی نہیں' کیونکہ وہ تمہاری اصل ہے' اور تم اصل کے اعتبار سے ایسے ہی رہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو' اپنی اصل کے اعتبار سے تم فقیر ہو' بھکاری ہو۔

نظر جتنی بلند ہو مقصد اتنا ہی اونچا ہوگا:

باقی ایک بات ضرور ہے کہ جس قدر آدمی کی نظر اونچی ہوجاتی ہے اسی قدر اس کا مقصد اور اس کی غرض بھی بلند ہوجاتی ہے' آدمی اپنی غرض سے تو کبھی جدا ہو ہی نہیں سکتا' ہاں! کسی کی غرض گھٹیا ہوگی' کسی کی اونچی' بقول مولانا رومیؒ تم بچے کے ہاتھ سے سو روپے کا نوٹ صرف ٹافی کے بدلے لے سکتے ہو' اگر بچے کے ہاتھ میں ایک قیمتی ہیرا ہو' تم اس کو ایک ٹافی دو' اس کے بدلے میں وہ تمہیں بڑی آسانی سے ہیرا دے دے گا' کیونکہ اس کی نظر پست ہے' گھٹیا ہے' بس ٹافی تک محدود ہے' ہم لوگ دنیا دار ہیں' جن کے سامنے دنیا بچی ہوئی ہے اور ہمیں اپنے عشوۂ ناز سے لبھا رہی ہے' اپنے جلوے دکھا رہی ہے' ہم اس پر ریجھ رہے ہیں' یا اپنی غرض دنیا سے وابستہ کر رہے ہیں' یہ وہ ٹافیاں ہیں جو شیطان نے ہم کو دے رکھی ہیں اور ان ٹافیوں کے بدلے وہ ہم سے ایمان کا ہیرا اڑا لیتا ہے۔

شیطان کے بہکانے کا سامان:

تفسیروں میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مردود کیا تو شیطان نے کہا کہ میں انسان کو گمراہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شوق سے کر' کہنے لگا کہ پھر ان کو بہکانے کے لئے مجھے سامان بھی تو دیا جائے' ایسا تو نہیں کہ کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دو اور کہو کہ شاباش! اب تیر کر دکھاؤ' یہ تو کوئی بات نہ ہوئی' مجھے آپ نے لوگوں کو گمراہ کرنے پر لگایا ہے تو اس کا کچھ سامان بھی دیجئے۔ فرمایا: ایک تو تجھے جال دیتا ہوں شکار کرنے کے لئے' اور وہ عورت ہے' ایک تجھے نشہ دیتا ہوں لوگوں کو مسحور کرنے کے لئے اور یہ شراب ہے اور ایک تجھے نغمہ دیتا ہوں لوگوں کو اس جال میں پھانسنے کے لئے اور یہ گانے ہیں' اور شیطان ان چیزوں کو لے کر خوش ہوگیا اور کہنے لگا کہ اب کسی کو جانے نہیں دوں گا' کسی نہ کسی جال میں پھنسا کے چھوڑوں گا۔

دنیا کے نابالغ:

تو کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کا مقصد دنیا ہے' ان کی نظر میں دنیا ہی بڑی چیز ہے' جیسے بچے کی نظر میں ٹافی ہیرے سے زیادہ مرغوب ہے' ہیرا اس کی نظر میں بے وقعت ہے' کیونکہ وہ اس کی قدر و قیمت سے ناواقف ہے' وہ اس کی قیمت نہیں جانتا۔ اسی طرح عام لوگ جن کی چشم بصیرت بالغ نہیں ہوئی' جن کی عقل سلیم بالغ نہیں ہوئی اور جن کو ایمانی بصیرت اور وحی کی روشنی میسر نہیں وہ دنیا کی مٹھائی پر ریجھ گئے۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جنھوں نے دنیا کی غرض کو چھوڑ کر آخرت کی غرض کو اپنا لیا۔ کیونکہ ان کی نظر میں یہ دنیا بے وقعت تھی بہ مقابلہ آخرت کی نعمتوں کے۔ یہ حضرات ان دنیا داروں سے بلند نظر نکلے یہاں کی جتنی چیزیں ہیں یہ ان کے نزدیک مقصود نہیں بلکہ سامان زیست ہے' مقصود ان سے بالاتر ہے اور وہ ہے آخرت' جنت اور رضائے الٰہی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بلند نظری:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب امیر المومنین بنے اور خلافت کے منصب پر پہنچے تو ان کی کیفیت یکسر بدل گئی' چہرے کا رنگ بدل گیا' ناز و نعمت کی زندگی بدل گئی' کسی نے کہا کہ امیر المومنین! آپ خلیفہ بننے سے پہلے بہت خوش پوش تھے' بہترین لباس پہنتے تھے' خلیفہ بن جانے کے بعد کیا ہوگیا کہ یکسر حالت بدل گئی؟ ان دونوں حالتوں کا فرق صرف ایک مثال سے واضح ہوجائے گا۔ ان کے خادم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ بازار سے چادر خرید لاؤ (یہ ان کی خلافت کے زمانے کا قصہ ہے)۔ میں لے آیا' پوچھا کہ کتنے کی لائے ہو؟ میں نے کہا کہ پانچ درہم کی۔ ناراض ہو کر کہنے لگے کہ تم نے اتنے پیسے برباد کرنے تھے؟ اتنی مہنگی چادر خرید کر لائے ہو؟ پانچ درہم کی چادر لائے ہو؟ وہ بگڑ رہے تھے اور میں ہنس رہا تھا۔ جب وہ خوب بگڑ چکے اور مجھ پر اظہار ناراضی کر چکے' اور میں خوب ہنس چکا تو کہنے لگے کہ ہنستا کیوں ہے؟ ایک تو کام خراب کرکے آیا' اوپر سے ہنستا بھی ہے' میں نے کہا کہ حضور! مجھے ایک قصہ یاد آ گیا' جن دنوں آپ

مدینہ کے گورنر ہوتے تھے آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ کوئی چادر لاؤ' میں بازار گیا اور ایک نفیس ترین شال لایا' اس کی قیمت تھی پانچ سو درہم' حضور نے پوچھا کہ کتنی قیمت ہے؟ میں کہا کہ پانچ سو درہم ہے۔ ہاتھ میں لے کر کہنے لگے کہ اتنی گھٹیا اور ایسی کھردری لائی تھی' تمہیں کوئی اچھی چادر نہیں ملی' ایسی گھٹیا چادر اٹھا لائے؟ میں یوں ہنستا ہوں کہ ایک وہ وقت تھا کہ پانچ سو درہم کی شال آپ کو کھردری لگ رہی تھی اور اس کو گھٹیا فرمارہے تھے' اور ایک آج یہ وقت ہے کہ پانچ درہم کی معمولی سی چادر لایا ہوں' یہ آپ کو بہت مہنگی لگ رہی ہے' یہ ایک مثال ہے کہ خلافت کے بعد ان کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا تھا' خلافت سے پہلے ایسا نفیس لباس پہنتے تھے کہ پورے مدینہ میں ایسا بہترین لباس کسی کے پاس نہیں ہوتا تھا' اور ایسی بانکی چال چلتے تھے کہ دوشیزائیں (کنواری لڑکیاں) اس چال کی نقل اتارنے کی کوشش کرتی تھیں۔ وہ عمری چال کہلاتی تھی۔ یا تو خلافت سے پہلے ناز ونعمت کا یہ عالم' یا خلافت کے بعد یہ تقشف۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک اور واقعہ:

ایک دن جمعہ کا خطبہ دینے دیر سے پہنچے' پہنچنے میں ذرا دیر ہوگئی' منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں آپ حضرات سے معافی چاہتا ہوں' میرے پاس ایک ہی کرتا ہے جو میں نے دھویا تھا' اور اس کے سوکھنے میں دیر ہوگئی۔ مسلمانوں کا امیر المومنین جس کی سلطنت چین سے لے کر افریقہ تک تھی' وہ مسلمانوں سے معافی مانگ رہا ہے کہ ذرا کپڑے کے سوکھنے میں دیر ہوگئی تھی' میرے پاس اس کا کوئی متبادل کپڑا نہیں تھا جس کو پہن کر آ جاتا۔ کسی نے پوچھا کہ خلافت کے بعد آپ کو کیا ہوگیا؟ گورنر پہلے بھی رہے' شاہی خاندان میں پھلے پھولے' مگر خلافت سے پہلے وہ ناز ونعمت' اور خلافت کے بعد یہ تقشف اور دنیا کی لذتوں سے بیزاری؟ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میرا نفس اللہ تعالیٰ نے ایسا بنا دیا ہے کہ یہ کبھی چھوٹی چیز پر راضی نہیں ہوا' جب بھی مجھے کوئی مرتبہ اور کوئی منصب ملا' میرا نفس اس سے بالاتر مرتبہ ومنصب کا خواستگار رہا' اور دنیا میں خلافت سے اوپر کوئی مرتبہ نہیں رہا' کسی شخص کے لئے سب سے بڑا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کا خلیفہ ہو' جب اس مرتبہ پر میرا قدم پہنچا تو ساری دنیا میرے سامنے بے وقعت ہوگئی' اور اب میرا نفس آخرت کا طالب ہوگیا۔ اب دنیا کی کوئی چیز کیا حاصل کرنی ہے؟ ساری دنیا تو قدموں کے نیچے آ گئی' مجھے تو آگے جانا ہے۔

تو کچھ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے ہیں کہ ساری دنیا تو قدموں کے نیچے ہے' اور ان کی نظر پوری دنیا سے بالاتر ہے۔ انہوں نے دنیا کی ٹافیوں کو مقصد نہیں بنایا' آخرت کے ہیرے اور جواہرات دے کر انہوں نے دنیا کی لذتوں کو نہیں خریدا' اس لئے ان کی ہمت سب سے بلند اور ان کی نظر سب سے اونچی نکلی' اور کچھ حضرات ان سے بھی اوپر چلے گئے' ان کی نظر میں دنیا مطلوب ہے نہ آخرت' صرف اللہ کی رضا مطلوب ہے' ان میں آخرت کی اور جنت کی طلب بھی صرف اس لئے ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے' اصل مطلوب صرف ذات الٰہی ہے۔ غرض ہر انسان اپنی زندگی کی کوئی غرض وغایت رکھتا ہے' گویا ہر شخص صاحب غرض ہے' باقی یہ اپنی اپنی نظر ہے کہ کسی کی غرض چھوٹی' کسی کی بڑی' کسی کی اس سے بھی بڑی۔ جس قدر کسی کی نظر بلند ہوگی' اسی قدر اس کی غرض بھی اونچی ہوگی' اور اسی قدر اس کا مقصد بھی اونچا ہوگا۔ اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ ہم تو ہیں فقیر' ہمارا کوئی کام غرض کے بغیر ہوتا ہی نہیں۔

اپنی ہمت کو اونچا رکھو:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ہمت بلند دار کہ پیش خدا وخلق
باشد بہ قدر ہمت تو اعتبار تو

یعنی "اپنی ہمت کو ذرا اونچا کرو' اس لئے کہ جتنی تمہاری ہمت اونچی ہوگی' اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اور مخلوق کے نزدیک بھی تمہاری قدر اتنی ہی بلند ہوگی۔"

اگر تم ایک ٹافی پر اپنا ایمان دے سکتے ہو تو تمہاری قیمت چار آنے نکلی۔ اگر دنیا کی کسی بڑی سے بڑی دولت پر تم اپنا ایمان بیچ سکتے ہو تو تمہاری قیمت اتنی ہی نکلی' اور اگر تم اس سے بھی اونچے چلے گئے اور یہ کہا کہ کیا یہ دنیا میری قیمت ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ کیونکہ دنیا کی قیمت تو مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

طالب علمی کا واقعہ:

اپنی خود ثنائی تو نہیں کرنی چاہئے' مگر تمہیں سمجھانے کے لئے بتاتا ہوں' میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ حدیث شریف سے میں فارغ ہو چکا تھا' اگلی پچھلی کتابیں پڑھ رہا تھا' تو میرے دوستوں نے مولوی فاضل کے لئے یونیورسٹی میں داخلے لے لئے کہ اپنی ذاتی تیاری کر کے امتحان دے دیں گے' مولوی فاضل بن جائیں گے' ان کے ذریعہ کوئی سرکاری ملازمت مل جائے گی۔ میرے دو ساتھی تھے' انہوں نے مولوی فاضل میں داخلہ لے لیا تھا' اور اس کی تیاری کر رہے تھے' جب بھی تکرار کے لئے بیٹھتا تو وہ مجھ سے کہتے کہ تم بھی امتحان دے لو' میں کہتا کہ میں غریب آدمی ہوں' ۸۰ روپے داخلہ کی فیس ہے' اتنی میں کہاں سے ادا کروں گا؟ ایک دن ان میں سے ایک ساتھی کہنے لگا کہ تمہاری فیس میں بھردوں گا' تم داخلے کے لئے آمادہ ہو جاؤ' میں نے کہا کہ سچ کہتے ہو؟ کہنے لگا کہ بالکل؟ میں نے کہا کہ میں پہلے تو تمہیں ٹالتا تھا' مگر اب اصل جواب سنو' وہ یہ

کہ اگر یونیورسٹی کی جانب سے میرے نام خط آئے اور اس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ آپ کا داخلہ بغیر فیس کے منظور کیا جاتا ہے' آپ از راہ کرم فلاں تاریخ کو ہماری امتحان گاہ تشریف لے آئیں' آکر بیٹھ جائیں' کچھ نہ لکھیں' سادہ کاغذ چھوڑ کر چلے جائیں' ایک سطر بھی نہ لکھیں' آپ پر کوئی پابندی نہیں' اور آپ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس کے باوجود آپ کو یونیورسٹی میں سب سے اول نمبر قرار دیا جائے گا' بس آپ امتحان گاہ میں قدم رکھنے کی زحمت فرمائیں' میں نے کہا کہ اگر بالفرض یونیورسٹی کی طرف سے میرے نام اس مضمون کا خط بھی آجائے تب بھی میں یونیورسٹی کی امتحان گاہ میں قدم رکھنا اپنی توہین سمجھتا ہوں' اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی کیا چیز ہے؟ یہ عہدے اور یہ ڈگریاں کیا چیز ہیں؟ مجھے اپنی نالائقی کے باوجود اس بات پر فخر ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پڑھا ہے' اس کے بعد مجھے کسی ڈگری کی ضرورت نہیں' وہ میرے بچپن کا لاشعوری کا زمانہ تھا' شعور تو اب بھی نہیں ہے' بچپن میں خیالات بڑے عجیب ہوتے ہیں' میرا بھائی! تم لوگ مہمان ہو' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو' دنیا تمہارے مقابلے میں کیا چیز ہے؟ اس کی کیا قیمت ہے؟ تو بھئی ہمارا تو سارا کاروبار ہی غرض پر مبنی ہے۔ باقی غرض کا پیمانہ آدمی کی ہمت سے طے ہوتا ہے' کتنی اونچی ہمت کا ہے؟ کتنا قدآور ہے؟ جس شخص کا مقصود ذات عالی بن جائے آسمان اس کے سامنے پست ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقصد بناؤ:

اگر تم اللہ کے طالب بن جاؤ تو یہاں کی زمین کی چیزیں تو کیا تم تو آسمان سے اونچے ہو۔ میرے حضرت ڈاکٹر (عبدالحی عارفی) صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ" بھئی ایک دفعہ ہم دعا مانگ رہے تھے دعا مانگتے مانگتے خیال آیا: ارے! کس سے مانگ رہے ہو؟ رب العرش سے مانگ رہے ہو" حضرتؒ فرماتے ہیں کہ" مجھے ایسا لگا کہ آسمان میرے ہاتھوں کے نیچے آگیا' اور میرے ہاتھ عرش سے اوپر چلے گئے۔" تم جو دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہو' کہاں اٹھاتے ہو؟ کس داتا کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو؟ ہاں! تم بارگاہ رب العزت کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو' غور کرو کہ عرش کی بلندیاں اس کے سامنے کیا چیز ہیں؟ اور جب تم اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہو تو کیا تم چھوٹے ہو؟ نہیں! تمہاری یہ گردن جو اس ذات عالی کے سامنے جھکے گی' کیا کسی اور کے سامنے جھک سکتی ہے؟ اور یہ ہاتھ جو اس ذات عالی کے سامنے اٹھتے ہیں' کسی اور کے سامنے اٹھ سکتے ہیں؟ دراصل ہمیں اپنی قیمت معلوم نہیں' تو بھائی ہمارا سارا کام غرض پر مبنی ہے۔

اعتکاف کا مقصد کیا ہونا چاہئے؟

یہ اعتکاف میں بیٹھنا یہ بھی غرض پر مبنی ہے' نماز پڑھنا یہ بھی غرض پر مبنی ہے' روزہ رکھنا یہ بھی غرض پر مبنی ہے' لیکن کسی کی غرض کچھ ہے' کسی کی غرض کچھ ہے' ہماری ایک ہی غرض ہونی چاہئے' ہمارا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے' کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی نے ایک مرتبہ امتحان لیا' اس کے امراء و وزراء اعتراض کرتے تھے کہ بادشاہ کو اپنے غلام (ایاز) سے بڑا تعلق خاطر ہے' اس کی بڑی عزت کیا کرتا ہے' اس کے ساتھ بڑی محبت ہے' حالانکہ ہم ایسے ہیں' ویسے ہیں' لیکن بادشاہ کی نظر میں ہماری اتنی عزت نہیں' ایک دن بادشاہ نے امتحان لیا کہ دربار میں ایک بازار لگایا' محل میں قیمتی سے قیمتی چیزیں جمع کر دیں اور سب کو جمع کر کے بادشاہ نے کہا کہ آپ حضرات میں سے جس کو جو چیز پسند آئے وہ لے جائے' وہ ہماری طرف سے ہدیہ ہے۔ ہر آدمی یہ سن کر اپنی پسند کی چیزوں کی طرف لپکا' جیسے بھوکا روٹی پر ٹوٹتا ہے' ایاز کھڑے کا کھڑا رہا' اس نے کسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا' سلطان نے کہا کہ تم بھی اٹھالو۔ ایاز نے کہا کہ حضور! کیا اجازت ہے کہ جو چیز چاہوں پسند کرلوں؟ بادشاہ نے کہا کہ ہاں اجازت ہے' جو چیز چاہو پسند کرلو' ایاز نے سلطان کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا کہ مجھے تو یہ پسند ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں کا امتحان لینا مقصود تھا' اور اس امتحان کا نتیجہ سب کے سامنے آگیا' دیکھ لو یہ تم ہو اور یہ ایاز ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہ دنیا کا بازار سجا کر ہمارا امتحان لے رہے ہیں۔ اے کاش! کہ ہم بھی کہیں کہ یا اللہ! ہمیں تو آپ پسند ہیں' اور جب اللہ تعالیٰ ہمارا ہوگیا تو سب کچھ ہی ہمارا ہوگیا' تو تمام عبادات سے مقصود محض رضائے الٰہی ہے اور یہاں جمع ہونا صرف اسی رضائے الٰہی کی مشق کے لئے ہے۔

اعتکاف کی سوغات:

اب یہاں سے اعتکاف کی کچھ سوغات لے کر جاؤ تب تو لطف ہے' اگر خالی برتن لے کر آئے اور خالی برتن لے کر چلے گئے پھر یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ؟

رہا یہ کہ یہاں سے آپ کو کیا لے کر جانا چاہئے؟ تو خوب سمجھ لو کہ یہ مسجد اللہ کا بازار ہے' اور یہ اعتکاف کے دن نیکیوں کی منڈی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کے پاس وقت کی پونجی موجود ہے' اعضاء آپ کے صحیح ہیں' زبان چلتی ہے' ہاتھ پاؤں چلتے ہیں' جتنی زیادہ سے زیادہ نیکیاں لوٹ سکتے ہو لوٹ لو' اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو' اخلاق' آداب' معاشرت' عبادات' عقائد' ان تمام سے اپنی جھولی بھر کرلے جاؤ۔

اعتکاف کے دنوں میں چند چیزوں کی مشق کرو:

اول:...... فضول لایعنی کا ترک' جتنا چاہو کھاؤ جتنا چاہو سوؤ' لیکن التزام کرلو کہ فضول باتیں نہیں کریں گے' فضول کاموں میں مشغول ہونا وقت کا

ضیاع ہے اس سے پرہیز کرو۔

دوم:...... ذکر وتلاوت کا اہتمام کرو تاکہ اعتکاف سے فارغ ہونے کے بعد بھی تمہیں ذکر و تلاوت سے مناسبت پیدا ہوجائے۔

سوم:...... اپنے رفقاء کا اکرام کرنا سیکھو اور کھانے میں آرام میں اور باقی چیزوں میں دوسرے معتکفین کا خیال کرو اور اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینے کی مشق کرو۔

چہارم:...... رمضان المبارک کا آخری عشرہ خصوصاً طاق راتیں بہت مبارک ہیں' جہاں تک اپنی صحت وقوت اجازت دے' ان قیمتی لحات کی قدر کرو' اور ان کو عبادت' ذکر وتلاوت' تسبیحات' درود شریف اور صلوٰۃ التسبیح سے معمور کرو' لیکن بھئی! اپنی صحت و قوت کا لحاظ ضرور رکھو' ایسا نہ ہو کہ اپنی ہمت سے زیادہ بوجھ اٹھاؤ اور پھر ہمت ہار دو۔

پنجم:...... میں نے بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ التجاء الی اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں اپنی حاجات پیش کرنا' اسی سے بھیک مانگنے کے لئے ہم نے اعتکاف کیا ہے' اور اس کریم داتا کے دروازے پر جمع ہوئے ہیں' اس لئے پوری دنیا سے یکسو اور بے نیاز ہو کر اس کریم داتا سے مانگتے رہو' جو جی میں آئے مانگو' خوب جم کر مانگو' گڑگڑا کر مانگو اور اس طرح آہ وزاری کے ساتھ مانگو کہ اس کریم داتا کو ہماری عاجزی' ہماری بے کسی و بے بسی پر رحم آجائے۔

ششم:...... یہاں جو اصلاحی حلقے قائم ہوتے ہیں ان کی پابندی کرو' اور اپنے عیوب و نقائص کا مطالعہ کرو' اور حق تعالیٰ شانہ کے سامنے توبہ واستغفار کرو' اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں اور اپنے دروازے سے کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں۔ آمین۔

☆☆......☆☆

اللہ کی رضا...... آخرت میں کامیابی

عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہئے وہ اٹھالو۔ غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے اور غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے اور غنیمت جانو خوشحالی اور فراخدستی کو ناداری اور تنگ دستی سے پہلے اور غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ (جامع ترمذی)

تشریح:...... مطلب یہ ہے کہ انسان کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے' اس لئے اس کو چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ اسے کچھ عمل کرنے کے قابل اچھی اور اطمینان کی حالت نصیب فرمائے تو اس کو غنیمت اور پروردگار کی طرف سے ملی ہوئی نعمت سمجھے اور اللہ کی رضا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے جو کچھ کرسکتا ہو اس وقت کرلے' کیا خبر ہے کہ آئندہ کرسکنے کے قابل رہے گا یا نہیں۔ اگر جوانی کی قوت ملی ہوئی ہے تو بڑھاپے کی کمزوریوں اور معذوریوں کے آنے سے پہلے اس سے فائدہ اٹھالے' اگر تندرست وتوانا ہے تو بیماری کی مجبوریوں سے پہلے اس سے کام لے لے' اگر خوشحالی اور مالی وسعت اللہ نے نصیب فرمائی ہے تو افلاس اور محتاجی آنے سے پہلے اس سے فائدہ حاصل کرلے اور اگر کچھ فرصت ملی ہوئی ہے تو مشغولیت اور پریشان حالی کے دن آنے سے پہلے اس کی قدر کرلے اور کام لے لے' اگر خوشحالی اور مالی وسعت اللہ نے نصیب فرمائی ہے تو افلاس اور محتاجی آنے سے پہلے اس سے فائدہ حاصل کرلے اور اگر کچھ فرصت ملی ہوئی ہے تو مشغولیت اور پریشان حالی کے دن آنے سے پہلے اس کی قدر کرلے اور کام لے لے اور زندگی کے بعد بہر حال موت ہے جو ہر قسم کے اعمال کا خاتمہ کردینے والی ہے اور اس کے ساتھ توبہ واستغفار کا دروازہ بھی بند ہوجاتا ہے' اس لئے زندگی کے ہر لمحہ کو غنیمت اور خداداد فرصت سمجھے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں غفلت نہ کرے۔ (معارف الحدیث)

بقیہ: اعجاز قرآنی

قلوب کے اندر کامل تقویٰ لئے ہوئے ہیں' حق تعالیٰ نے ان ہی کے لئے فرمایا: ''یہی وہ ہیں جو جانچے اور پرکھے ہوئے ہیں کہ اللہ جانچ چکا ہے ان کے تقویٰ اور پاکیزگی نفس کو اس امتحان کے بعد'' صحابہ کرامؓ سے کسی عمل میں کسی غلطی کا ہوجانا تو ممکن ہے مگر نیت کی خرابی سے کوئی غلطی نہیں ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے کہ قلوب ان کے پاک ہیں' اس لئے بدنیتی سے وہ کوئی عمل نہیں کریں گے' یہ ممکن ہے رائے کی غلطی سے خطائے اجتہادی سے یا خطائے فکری سے کوئی کام کرلیں' لیکن قلوب ہوتے ہیں پاک تو متقی آدمی سے اگر کبھی گناہ بھی ہوجائے تو وہ متقیوں کے دائرے سے کبھی خارج نہیں ہوتا' اس لئے کہ قلب میں پاکیزگی ہے۔ بشری غلطی ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے' انبیاء معصوم ہیں' انبیاء کے بعد کوئی بھی معصوم نہیں' تو گناہ بھی ہوسکتا ہے' غلطی بھی ہوسکتی ہے مگر دلوں کا کھوٹ صحابہ کرامؓ میں نہیں' اسی کی شہادت قرآن کریم میں دی ہے: ''یہی وہ لوگ ہیں جو جانچے پرکھے ہیں بزرگ لوگ''

''وہ لوگ جو اول ایمان لائے مہاجرین ہوں یا انصار ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ان کے تابع ہوکر ایمان لائے سب کے بارے میں فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہیں۔''

یہ وعدہ قیامت تک کے لئے ہے' کیونکہ قرآن کریم میں مذکور ہے اور قرآن قیامت تک رہے گا' تو رضا کا جو اعلان ہے یہ بھی قیامت تک ہے' یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ درمیان میں معاذ اللہ کچھ صحابہ ہٹ گئے ہوں اگر ہٹ جاتے تو اس قول کے معنی نہ رہتے' یہ تو ابدی قول ہے' ازل سے چلا ہے' اس لئے صحابہ کرام اول سے لے کر آخر تک پسندیدہ رب اور مقبولان خداوندی میں سے ہیں۔ جاری ہے

Adarts-HTS-14/97(R)

قرآن مجید اور دعوت و ہدایت

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

قرآن کریم ہدایت و دعوت کی کتاب ہے اور احکام و شریعت کی بھی کتاب ہے' لیکن اس کے اندر دعوت و ہدایت کا پہلو دوسرے پہلوؤں پر غالب ہے۔ شریعت و احکام کی اہمیت سے انکار نہیں' اس کی عظمت سر آنکھوں پر لیکن سوال اوّلیت واہمیت کا ہے' کون سا پہلو زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور کس کو اولیت حاصل ہے' اس لحاظ سے اگر دیکھیں تو میرا حقیر مطالعہ یہ ہے کہ شریعت و احکام کے مقابلے میں دعوت و ہدایت کا پہلو قرآن کریم میں غالب ہے' کیونکہ ایمان کی بنیاد ہدایت پر ہے اور تبلیغ پر اس ایمان کے حصول کا دارومدار ہے' لہٰذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسرے تمام مضامین و مقاصد پر ہدایت و دعوت کا عنصر قرآن کریم میں نمایاں طور پر غالب ہے۔

دعوت و تبلیغ کا کام قوانین وضوابط کا پابند نہیں ہے:

قرآن کریم نے دعوت و تبلیغ کے کیا اصول بتائے ہیں؟ وہ کیا ضابطے ہیں' جن کی پابندی کرنے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے؟ کیا قرآن کریم میں ہمیں تبلیغ و دعوت کے متعین قوانین اور اس کے بے لچک حدود بتائے گئے ہیں؟

میرا خیال ہے کہ دعوت کے طریق کار کو قانون و ضابطے کی زبان میں بیان نہیں کیا گیا ہے اور ایسا کرنا قرین مصلحت اور مقتضائے حکمت تھا۔ دعوت و تبلیغ کا انداز ماحول اور گرد و پیش کے حالات' مخاطبین کے طبائع اور دین کے مصالح کے مطابق متعین ہوتا ہے۔ چونکہ دعوت کو جن صورت حال کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور ''صورت حال'' ہمیشہ بدلتی رہتی ہے' اس لئے دعوت کے کام میں ''حاضر کلامی'' اور ''حاضر دماغی'' دونوں کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ دعوت پیش کرنے والوں کو انسانی نفسیات سے گہری واقفیت اور اس کی دکھتی رگوں اور سوسائٹی کے کمزور پہلوؤں پر انگلی رکھ کر بتانا ہوتا ہے' اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مبلغ کو یہ بات کرنی چاہئے' یہ نہیں کرنی چاہئے اور یہ کام کرنا چاہئے اور یہ نہیں کرنا چاہئے' اس کو ایسا اسلوب اختیار کرنا چاہئے اور لوگوں کے سامنے دعوت کو اس طرح پیش کرنا چاہئے' اس کے یہ حدود وضوابط ہیں' خواہ وہ قوانین کے مرکزی خطوط ہوں' کیونکہ ہر بدلتے ہوئے معاشرے اور تبدیل شدہ صورت حال سے اس کو نمٹنا ہوتا ہے۔

اگر قوانین وضوابط میں اس کو جکڑ دیا جائے تو وہی حال ہوگا جو ایک صاحب کو اپنے ملازم کے ساتھ پیش آیا تھا' جو ایک لطیفے میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی صاحب نے ایک ملازم رکھا' ملازم ضرورت سے زیادہ ''قانونی'' واقع ہوا تھا' اس نے مطالبہ کیا کہ مجھے میرے فرائض بتا دیئے اور نوٹ کرا دیئے جائیں' چنانچہ ایک فہرست تیار ہوئی کہ فلاں وقت بازار سے سودا لانا ہے' فلاں وقت گھر صاف کرنا ہے' فلاں وقت یہ کام کرنا اور فلاں وقت وہ کام کرنا ہوگا۔ ملازم نے ان خدمات پر اپنے آپ کو مامور سمجھا جن کی تفصیل اس کی فہرست میں درج تھی' خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک بار وہ صاحب جنہوں نے ملازم رکھا تھا' گھوڑے پر سوار تھے' وہ اترنا چاہتے تھے' پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور ان کی جان پر بن گئی' اب گھوڑا بھاگ رہا ہے اور یہ گھسٹتے ہوئے جا رہے ہیں' اسی حال میں ملازم پر نظر پڑی' چیخ کر آواز دی کہ جلد آ اور میری جان بچا' ملازم نے کہا: ذرا ٹھہریئے میں اپنی فہرست میں دیکھ لوں کہ آیا یہ خدمت بھی میرے فرائض میں ہے یا نہیں؟ اس وقت جب کہ آقا کی جان جا رہی ہے اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے' ملازم صاحب نے اپنے اصول وضوابط پر عمل کیا اور آقا اسی ضابطے پرستی کی نذر ہو گئے اور ملازم ان کے کچھ کام نہ آیا' عربوں کو اللہ تعالیٰ نے تجربات سے فائدہ اٹھانے کی بڑی صلاحیت بخشی ہے اور ان کے اندر فطرتاً سلامت روی پائی جاتی ہے' ان کی شاعری کا یہ خوب شعر ہے:

اذا کنت فی حاجة مرسلا

فارسل حکیما ولا توصه

یعنی اگر تمہیں کسی کام سے کوئی آدمی کہیں بھیجنا پڑے تو اس کے لئے ایک عقل وفہیم آدمی کا انتخاب کرلو اور اس کو تفصیلی ہدایتیں نہ دو' کیونکہ وہ خود اپنی سمجھ سے موقع محل کی مناسبت دیکھ کر وہ کام کرلے گا' جو تمہارے حقیقی منشا کے مطابق ہوگا۔

دعوت کے زمانی اور مکانی حدود:

دعوت دین بہت نازک کام ہے اور اس کی وسعت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس کی کچھ حدود مکانی ہیں اور کچھ حدود زمانی اور دونوں انتہائی وسیع اور پھیلے ہوئے' زمانے کے لحاظ سے دیکھئے تو اس کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب کسی پیغمبر نے دعوت کا آغاز کیا یا غیر پیغمبر نے اس دعوت کی ابتدا کی اور اس کی انتہا کوئی بھی نہیں ہے' اسی طرح اس کا مقام (مکانی حدود) بھی متعین نہیں کیا جاسکتا' ہوسکتا ہے کہ داعی مشرق میں ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مغرب میں ہو یا مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق میں منتقل ہوجائے' لہٰذا اگر صرف اہل مشرق کو سمجھانے کا طریقہ اس کو معلوم ہے تو مغرب میں وہ افہام وتفہیم کا کام انجام نہیں دے سکتا اور اگر وہ صرف اہل مغرب کے طبائع اور نفسیات سے واقف ہے تو مشرق میں اس کی دعوت برمحل اور بارآور نہیں ہوگی۔

آیت دعوت کا اختصار واعجاز' اس کی وسعت اور گہرائی:

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے دعوت کے طریق کار کے حدود مقرر نہیں کئے اور یہ کام داعی کی قوت تمیز اور عقل سلیم پر چھوڑ دیا ہے' اس بات کا فیصلہ کب کب اور کس وقت کون سا طریق کار اختیار کیا جائے' اس کی طرف خود داعی کا ذوق اور عقیدہ رہنما کرے گا اور اس کی دینی فکر جو اس کے احساسات واعصاب پر حکمراں ہے' وہ خود طریق کار کا انتخاب کرلے گی' قرآن کریم نے صرف ایک وسیع حصار قائم کردیا ہے' جس کے اندر دعوت دین کی پوری روح (اسپرٹ) سماگئی ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

''اے پیغمبر! لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو' جو اس کے راستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے اور جو راستے پر چلنے والے ہیں انہیں بھی خوب جانتا ہے۔'' (النحل:۱۲۵)

اس آیت کریمہ کی رو سے دونوں باتیں پوری طرح عیاں ہیں' ایک داعی الی اللہ کو کتنی آزادی ہے اور کس درجہ پابندی ہے' کہاں تک وہ جاسکتا ہے اور کس حد سے آگے قدم بڑھانا ممنوع ہے' جہاں تک دعوت کی وسعت اور داعی کی آزادی کا تعلق ہے وہ اس تعبیر سے واضح ہے کہ ''ادع الی سبیل ربک'' (بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف) اس آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ ایمان کی طرف دعوت دو یا صحیح اور سچے عقیدے کی طرف بلاؤ' یا نماز قائم کرنے کی دعوت دو یا اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی ترغیب دو' انسانیت کے احترام کی تلقین کرو' یہ سب نہیں کہا گیا مگر یہ تمام باتیں سبیل ربک میں سمٹ آئی تھیں۔ اس لفظ نے فکر وعمل کے آفاق کھول دیئے ہیں' یہ آفاق بھی محدود نہیں ہیں' اس میں دوسرے ادیان سماوی' بشری ضروریات' انسانی زندگی میں پیش آنے والی حاجتیں سب داخل ہیں۔ ''ادع'' (بلاؤ) کا لفظ بھی کس درجہ وسیع معانی پر حاوی ہے' اس میں نہ اس کی قید ہے کہ وعظ وتقریر کے ذریعے بلاؤ نہ یہ کہ تحریر کے ذریعے دعوت دو' نہ یہ کہ وعظ و تلقین ہی کا ذریعہ اختیار کرو۔ یہ لفظ ''ادع'' تمام معانی اپنے جلو میں رکھتا ہے اور حسب موقع داعی دعوت کا فرق بھی پند ونصائح سے' کبھی وعظ وتقریر سے اور کبھی تحریر اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے ادا کرسکتا ہے اور بلانے کا ہر وہ وسیلہ اختیار کرسکتا ہے جو مشروع ہو' موثر اور نافع ہو۔

پھر فرمایا: ''سبیل ربک'' اپنے رب کے راستے (کی طرف) اس کے علاوہ کوئی تعبیر ممکن نہیں' جس میں اتنی جامعیت اور وسعت' گہرائی اور گیرائی بیک وقت موجود ہو۔

''حکمت'' کا لفظ بہت ہی بلیغ اور بڑی وسعتوں کا حامل ہے' دوسری زبان میں اس کا ترجمہ آسان نہیں ہے' اسی طرح ''موعظت'' بھی وسیع معانی پر حاوی لفظ ہے۔ ''حسنہ'' کا لفظ بھی لامحدود معانی پر مشتمل ہے۔ قرآن نے اس آیت میں آزادی بھی دی ہے اور حد بندی بھی کی ہے ایجاز و اختصار بھی ہے اور بیان وشرح بھی:

''اے پیغمبر! اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دانش اور نیک نصیحت سے بلاؤ۔'' (النحل:۱۲۵)

یہ آیت کریمہ بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کے سب سے بڑے داعی الی اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں نازل ہوئی ہے' یہ پورا تذکرہ اس طرح ہے:

''بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام اور خدا کے فرمانبردار تھے جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں نہ

تھے' ان کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اور خدا نے ان کو برگزیدہ کیا تھا اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے' پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔" (النحل:۱۲۰تا۱۲۳)

اس کے بعد ارشاد ہوا:

"ادع الی سبیل ربک......"

لہٰذا یہ آیت کریمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت وتوحید سے مربوط ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات سے دعوت حق کا کیا تعلق ہے' اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے کے ضمن میں اس آیت کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دعوت میں اس طریق کار کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے اور یہ کہ آپ کی دعوت "حکمت وموعظت حسنہ" کے اصول پر کاربند تھی۔

دعوت کا ایک اہم عنصر' واقعات اور مثالیں:

قرآن کریم نے دعوت کے لئے واقعات بیان کرنے اور مثالیں دینے کا اسلوب اختیار کیا ہے' دوسرے وسائل دعوت کی بہ نسبت یہ طریقہ زیادہ زوداثر اور دل نشین ہے اور مقصد کے حصول میں یہ طریقہ زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوا ہے' ایک طرف قرآن کریم نے اگر تفصیلی ضابطے اور قانونی باریکیاں بتانے کو ضروری نہیں سمجھا ہے تو دوسری طرف (اس خلا کو اگر خلا سمجھا جائے جو درحقیقت خلا نہیں ہے) انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت اور ان کے مواعظ اور دعوت پر مکالموں کے نمونوں سے پُر کیا ہے' یہ نمونے دلوں پر اثر اندازی کی بے انتہا قوت رکھتے ہیں' ذہن وقلب پر ان کا سحر کی مانند اثر ہوتا ہے' کیونکہ عملی نمونوں کا جو اثر ہوتا ہے وہ کسی دوسرے وسائل دعوت کا نہیں ہوسکتا' منطقی' نفسیاتی' علم کلام کے انداز کے جدلی اصول دعوت دین کے لئے کارآمد عناصر نہیں ثابت ہوئے ہیں' تمام آسمانی صحیفوں نے شروع سے آخر تک عملی نمونوں پر اعتماد کیا ہے' یہ نمونے اور مثالیں ادبی شہ پارے ہیں جو دلوں کو موہ لیتے ہیں۔

ان میں سے اکثر واقعات چار برگزیدہ پیغمبروں سے ماخوذ ہیں' وہ انبیائے کرام: حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آخر میں خاتم الانبیاء والرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ایک مومن کی دعوت کا نمونہ جو اپنا ایمان مخفی رکھے ہوئے تھا:

دعوت کے سلسلے میں ایک اہم نکتہ جس کو قرآن نے فراموش نہیں کیا ہے' وہ یہ ہے کہ دعوت کا کام صرف انبیائے کرام (علیہم السلام) تک محدود نہیں ہے' اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا تھا کہ ہم کہاں اور اللہ کے پیغمبر کہاں! وہ لوگ اللہ کی نوازش خاص سے بہرہ مند تھے' ان کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور وحی سے نوازا تھا' روح القدس سے ان کی تائید وتقویت کا انتظام فرمایا گیا تھا' ہم عاجز بندے کس طرح ان برگزیدہ انبیائے کرام علیہم السلام کی نقل کرسکتے ہیں' ان کے نقش قدم پر چلنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔

قرآن مجید نے اس سبب سے ایک مثال ایسے شخص کی دی ہے' جو نبی نہیں تھا اور نہ پیغمبروں کے ممتاز اور جلیل القدر ہم نشینوں میں تھا' ایک مومن تھا' فرعون کی قوم کا فرد تھا' قرآن کریم نے صرف اس قدر بتایا ہے:

"اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص نے (جو اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا) کہا......" (المومن:۲۸)

اس کے حالات اور ماحول نے اس کو دین کے اعلان کا موقع بھی نہیں دیا تھا' خواہ وہ ایمانی قوت کے لحاظ سے جس قدر بھی بلند رہا ہو مگر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرح یا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے ایمان کا اظہار نہ کرسکا' لیکن وہ مومن تھے اور اپنے ایمان کو اب تک چھپائے ہوئے تھے' انہوں نے اپنے بھائی بندوں کے خلاف جنگ نہیں کی اور ایک دوست' خیرخواہ اور اپنے دوستوں اور بھائیوں کا بھی خواہ بن کر انہوں نے دعوت دین کا فرض انجام دیا' ایک صاحب ادراک وبصیرت داعی کے لئے اس واقعے میں ایک نمونہ ہے' اگر وہ اسی صورت حال سے دوچار ہو اور اپنی مصلحت کا تقاضا ہو اور اس شخص کے لئے بھی نمونہ ہے جو اگرچہ ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہے' مگر کلام کے انداز اور حقیقت سے آگاہ کرنے کا اسلوب ماضی کے عبرتناک واقعات اور انجام کار کے نتائج سے باخبر کرنے کا طریقہ اس واقعے سے اخذ کرسکتا ہے:

"اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طبقوں کے لئے بہتر نعمتوں کے وعدے کئے ہیں۔" (النساء:۹۵)

☆☆......☆☆

پہلا حصہ

اعجازِ قرآنی

قاری محمد طیب قاسمیؒ

دولت سے عورتوں کو زیادہ محبت ہوتی ہے' مگر قرآن نے اس کو بدل کر رکھ دیا:

دولت کی محبت سب سے زیادہ عورتوں کو ہوتی ہے اور ان ہی سے یہ روگ مردوں کو بھی لگتا ہے' اگر عورتیں نہ ہوں تو یہ بھی اس روگ میں مبتلا نہ ہوں اور یہ محبت عورتوں میں اس لئے ہوتی ہے کہ پیدا ہوتے ہی یہ زیوروں کی جھنکار میں پرورش پاتی ہیں' آج اس کے کان میں سوراخ کردیئے تو بالیاں پڑ گئیں' ناک پھوڑ دی تو اس میں لونگ گھس گئی' ہاتھ پاؤں میں سونے چاندی کی بیڑیاں ڈال دیں' وہ بندھ گئیں' تو پیدائش سے لے کر وہ مبتلا ہوتی ہیں' سونے چاندی میں اس لئے ان کے دل میں محبت بیٹھ جاتی ہے' سونے چاندی کی' جس کو قرآن کریم میں فرمایا گیا: ''اومن ینشؤ فی الحلیة وھو فی الخصام غیر مبین '' کیا یہ عورت جو رات دن زیوروں کی جھنکار میں پرورش پارہی ہے' یہ عقل کامل رکھتی ہے؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر خاوند سے تو تو' میں میں ہوجائے تو مرد تو اپنے معقول دلائل پیش کرے گا اور یہ وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہانکے جائے گی' نہ دلیل نہ حجت' یہ اسی پر جمی رہے گی تو جو کلام کی ایک وقعت ہوتی ہے وہ نہیں رہتی' کیونکہ علم نہیں اور علم اس لئے نہیں کہ مال یعنی سونا چاندی اندر گھسا ہوا ہے' علم نورانی ہے اور دولت سیاہ چیز ہے اور سیاہی کے ساتھ نور جمع نہیں ہوتا ہے اور سیاہی آنکھوں سے نظر آتی ہے' آپ خود دیکھتے ہیں' اب تو خیر وہ روپیہ نہیں رہا' سونے چاندی کا' اب تو کاغذ کے رہ گئے ہیں' مگر جب سونے چاندی کے سکے تھے تو اگر پچاس روپیہ گن لو تو انگلیاں سیاہ ہوجاتی تھیں' تو سونے چاندی میں کالک بھری ہوئی ہے' گنتے گنتے ہاتھ پیر سیاہ ہوجاتے تھے' جو عورتیں رات دن پیروں میں زیور پہنتی ہیں تو ان کے ٹخنوں پر سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کا مقولہ میں نے سنا' اسی کے بارے میں فرمایا کہ ''دست زر آلود این قدر بدبو میکند قلب زر آلود چہ قدر بدبو خواہد کرد'' یعنی جو ہاتھ سونے چاندی کو گنتے ہیں' اس میں اس قدر بو آجاتی ہے کہ اگر کوئی دل اٹک جائے سونے چاندی میں تو دل میں کتنی بدبو پیدا ہوگی اور کتنا تعفن پیدا ہوگا تو عورتوں کے بارے میں فرمایا: ''اومن ینشؤ فی الحلیه '' جب وہ عورتیں زیورات میں ہی نشوونما پاتی ہیں تو ان کے اندر عقل وکلام کی قوت کہاں سے ہوسکتی ہے' وہ تو مرغ کی ایک ہی ٹانگ ہانکے جائیں گی' نہ حجت' نہ دلیل' دوسرا لاکھ دلیلیں بیان کرے وہ اپنی ہی ہٹ پر رہیں گی' چونکہ دولت سے زیادہ محبت ہوتی ہے مگر قرآن کریم نے عورتوں کے دل اتنے بدل دیئے تھے کہ بجائے محبت کے بیزاری پیدا ہوگئی تھی سونے چاندی سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکے کے حاکم ہوگئے تھے تو انہوں نے بوریاں بھر کر گیہوں کی اور زیوروں کی اپنی خالہ کے ہاں ہدیہ کے طور پر بھیجیں تو اندازہ کیجئے' کتنے ہزاروں اور کتنے لاکھوں روپے ہوں گے جب کہ دو بوریاں بھری ہوئی ہوں' ایک طرف سونا اور ایک طرف چاندی' یہ تمام سامان لے کر خالہ کے گھر پہنچے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں کیا کروں گی اتنی دولت کو؟ اس کو غریبوں میں تقسیم کردو' وہ دولت غریبوں کو تقسیم ہونی شروع ہوگئی' صبح سے تقسیم کرنا شروع ہوئی اور شام تک دونوں بوریاں خالی ہوگئیں' باندی نے عرض کیا: ام المومنین تین وقت سے آپ پر فاقہ ہے کچھ آپ نے بھی رکھ لیا ہوتا' فرمایا کہ بے وقوف پہلے سے کیوں نہیں کہا: دو چار روپے میں بھی رکھ لیتی' تو حالت یہ تھی کہ ذہن میں یہ بھی نہیں کہ تین وقت سے فاقہ میں ہوں اور مجھے کچھ رکھ لینا چاہئے اس قدر گویا کہ غنی ہوگئی تھیں زر سے اور دولت سے کہ یہ بھی یاد نہیں کہ مجھے فاقہ ہے' کچھ مجھے بھی رکھنا چاہئے' باندی کے یاد دلانے پر یاد آیا' تو عورتوں کے دل میں زیادہ محبت ہوتی ہے' یہ انقلاب تھا قرآن کا پیدا کیا ہوا کہ عورتوں کے قلوب کو بھی اتنا پاک بنادیا تھا کہ انہیں یہ بھی یاد نہیں آتا تھا' کہ پیسا پاس نہیں ہم

فاقے سے ہیں' یہ قرآن کا ہی تو انقلاب تھا تو قرآن کریم دنیا میں بھی انقلاب پیدا کرتا ہے اور آخرت میں بھی' دنیا میں تو یہ کہ دل کے اندر بجائے کفر و معصیت کے ایمان کی حلاوت پیدا کرتا ہے اور آخرت میں جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچاتا ہے' فتنوں سے نکال کر امان میں پہنچاتا ہے' قرآن یہاں بھی انقلاب لاتا ہے اور آخرت میں بھی انقلاب لائے گا اور برزخ میں قبر کے اندر بھی انقلاب لائے گا۔

فضیلت سورۂ ملک (تبارک الذی):

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ سورۂ ملک کے بارے میں حکم یہ ہے کہ عشاء کے بعد اس کی تلاوت کرکے سویا کرو' اس کے بارے میں فرمایا: یہ واقعہ بھی ہے کہ عذاب کو دفع کرتی ہے' یہ مانع بھی ہے کہ روک لگاتی ہے' مصیبتوں پر' یہ منجیہ بھی ہے جو نجات دلاتی ہے عذاب سے تو قبر کے اندر نجات دلا دینا' عذاب کو دفع کر دینا اور روک دینا یہ خاصیت ہے سورۂ ملک کی' اسی واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت سورۂ ملک پڑھ کر سویا کرو' اس لئے کہ سونا اور مرنا برابر ہے' سونے والا گویا موت کے منہ میں جا رہا ہے' موت سہل ہونے کے لئے ہی فرمایا کہ سورۂ ملک پڑھو۔ یہ برزخ میں بھی نجات دلائے گی' میدان حشر میں بھی بچائے گی' یہ امر ہے شریعت کا اگر کوئی حافظ ہے تو حفظ پڑھ لیا کرے اور حافظ نہیں ہے تو دیکھ دیکھ کر پڑھ لیا کرے' پانچ منٹ کی کیا بات ہے' عشاء کا وضو ہوتا ہی ہے پڑھ کر سو جائے' اس سے برکات حاصل ہوں گی۔

سورۂ ملک کا فرشتوں اور حق تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ:

حدیث میں آیا ہے کہ جب میت کو قبر میں لٹایا جائے گا اور عذاب کے فرشتے ہر طرف سے گھیر لیں گے' اس وقت سورۂ ملک (یعنی تبارک الذی) کو ایک شکل دی جائے گی' وہ اس شخص میں آ کر کہے گی کہ خبردار! جو تم آگے بڑھے' اس عذاب کو فوراً روک لو تو ملائکہ عذاب کہیں گے کہ ہم کو تو اللہ کا حکم ہے' ہم آپ کے کہنے سے کیسے رک جائیں؟ وہ کہے گی کہ میں اللہ کا کلام ہوں' فرشتے کہیں گے یہ سب کچھ صحیح ہے کہ آپ اللہ کا کلام ہیں' مگر وہاں سے.....ہمیں کلام والے کا آرڈر ہے کہ عذاب دو تو ہم کیسے رک جائیں؟ تو یہ سورۂ غضبناک ہو جائے گی' اس پر ملائکہ عذاب کہیں گے کہ آپ اللہ سے کہیں' ہمیں نہ روکیں' ہم آپ کے کہنے سے رک نہیں سکتے' ہم تو حکم کے پابند ہیں تو وہ سورۂ ملک کہے گی کہ ایک منٹ رک جاؤ' اسی وقت عروج ہوگا اور پہنچے گی' حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں اور جا کے کہے گی: بہت غصے سے کہ یا تو اے اللہ! مجھے اپنے کلام سے نکال دے کہ میں آپ کے قرآن کی سورۃ نہ ہوں اور اگر میں سورۃ ہوں تو اس کے کیا معنی ہیں کہ ملائکہ میری تعمیل نہیں کرتے ہیں؟ میں آپ کا کلام ہوں' میں آرڈر دیتی ہوں کہ وہ روکیں عذاب کو مگر روکتے نہیں' تو یا تو مجھے قرآن سے نکال دیجئے اور رکھنا ہے تو اس کے کوئی معنی نہیں کہ میرا حکم نہ چلے' حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے: میں دیکھتا ہوں تو تو بہت غصے میں بھری ہوئی ہے' تو کہے گی: مجھے حق ہے کہ میں غصہ کروں' میں کوئی معمولی چیز نہیں ہوں' میں آپ کا کلام ہوں' کیا وجہ ہے کہ میری تعمیل نہ کی جائے؟ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میں نے اس میت کو تیرے سپرد کر دیا جو مناسب سمجھے تو کر' اب آئے گی آرڈر لے کر اور ملائکہ عذاب سے کہے گی: خبردار! جو تم آگے بڑھے یہ آرڈر ہے۔ تو حدیث میں آتا ہے کہ وہ ملائکہ منہ بسورتے ہوئے رخصت ہوں گے' جیسے کوئی شکست کھا کر جاتا ہے کہ ہماری کچھ بات بھی نہ چلی' وہ منہ بسورتے ہوئے واپس ہوں گے اور قبر خالی ہو جائے گی ملائکہ عذاب سے۔

سورۂ ملک (تبارک الذی) کا میت کے ساتھ برتاؤ:

حدیث میں ہے کہ یہ سورۃ میت کے منہ پر اپنا منہ رکھے گی' جیسے کوئی بوسا لیتا ہے' اور کہے گی: کیسا مبارک منہ ہے کہ جس سے میری تلاوت کی گئی تھی' پھر سینے پر منہ رکھے گی کہ کیسا مبارک سینہ ہے کہ جس میں' میں محفوظ تھی' پھر قدموں میں منہ رکھے گی کہ کیسے مبارک قدم ہیں کہ جن سے کھڑے ہو کر میری تلاوت کی گئی تھی اور اس وقت میت سے کہے گی: تو آرام سے اور اطمینان سے رہ' کوئی تیرے اوپر بار نہیں' میں موجود ہوں' کوئی فکر کرنے کی بات نہیں تو قرآن کریم دنیا میں کایا پلٹ کر رہتا ہے قلوب کو نورانی بنا دیتا ہے' برزخ میں کایا پلٹ کرکے عذاب کو رفع کرتا ہے اور میدان محشر میں اللہ کے یمین میں پہنچا دیتا ہے' تو قرآن کریم میں ایک تبدل اور انقلاب کا مادہ ہے کہ دلوں کو بدل دے' روحوں کو بدل دے' ناپاک کو پاک بنا دے' یہ انقلاب کا مادہ قرآن کریم کے اندر موجود ہے۔

انقلاب عظیم:

دنیا میں کتنا بڑا انقلاب بپا ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرآن کریم کی تلاوت کی تو لوگ بدل گئے جو جاہلین مکہ تھے وہ صحابہ کرامؓ بن گئے' زمانہ بدل گیا' جاہلیت کے بجائے خیر القرون اس کا نام ہو گیا اور صحابہ کرامؓ اس مقام پر پہنچے کہ امت کا عقیدہ ہے کہ ''الصحابۃ کلھم عدول'' سارے صحابہ متقین' پارسا' پاکدامن اور

باقی صفحہ 17 پر

پہلا حصہ

لیلۃ القدر کی برکات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی' اما بعد:

حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی) نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالہ "فضائل رمضان" کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ: خاتمے میں ایک طویل حدیث' جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں' ذکر کرکے اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے' جس کا نام "مثیرہ" ہے' (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں' جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی' پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا' تاکہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ "رضوان" سے پوچھتی ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے' جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور "مالک" یعنی جہنم کے داروغہ سے فرمادیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے' اور حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور "سرکش شیاطین" کو قید کرو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک "منادی" کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں' اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے' اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے' ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں' اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں' ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے' جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا کردیتے ہیں' اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں' جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات

میں کھولتے ہیں' جن کو شرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں' پھر جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو' نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو' اس کو سلام کریں' اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں' صبح تک یہی حالت رہتی ہے' جب صبح ہوجاتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ چار اشخاص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے)' دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو اور ناتا توڑنے والا ہو' چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو' جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں) پر "لیلۃ الجائزۃ" یعنی "انعام والی رات" سے لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں' وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں' اور ایسی آواز سے' جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے' پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو' جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے' اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے' پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی' اور بندوں سے خطاب فرماکر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا' اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے' میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)' میری عزت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ' تم نے مجھے راضی کردیا' میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے' خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم یا اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین۔"

(فضائل رمضان صفحہ ۲۰)

شب قدر رحمت خداوندی کی رات:

میں نے حدیث کا صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ اس پر شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے کچھ فوائد بھی لکھے ہیں' ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حال پر کتنی عنایات اور کتنی رحمت ہے اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے' یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی ہے؟ کون سی طاق رات میں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس میں علماً کے بہت سے اقوال ہیں' عام علماً کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہرحال شب قدر خواہ کوئی سی رات میں ہو' دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً چند باتیں عرض کروں۔

حضرت عائشہؓ کی براءت کا واقعہ:

پہلی بات یہ ہے کہ سورۂ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر ہوکر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہوگئے

تھے وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہ فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔"

کسی مسلمان پر تہمت لگانا' اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' ان پر کسی مسلمان کی طرف سے گندگی کا منسوب کیا جانا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح ابن اثاثہ مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے' یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے' ان کے تمام خرچ اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھاتے تھے' یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوکر اُم المومنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے' جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اولئک مبرء ون مما یقولون الخ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کر رہے ہیں' یہ حضرات اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رنج کا واقعہ:

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا' چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح ابن اثاثہ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا' کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا ہوگا؟ بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی' بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور غصہ میں قسم کھالی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی' گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے۔ "ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعة الخ" یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں' جو صاحب خیر ہیں' وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں "ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله" کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں' ان پر خرچ نہیں کریں گے اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے۔ "والیعفوا ولیصفحوا" یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں۔ "الا تحبون ان یغفر الله لکم" یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو' تم اللہ کے قصوروار ہو اور ان کی مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم قصورواروں کو معاف کردو۔ "ان الله غفور الرحیم" بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے' کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے مجرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا' اس کے بندوں نے بے شمار جرائم اور بے شمار قصور کئے ہیں' جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے' ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعة یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں' صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں' جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے' اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت:

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تقریباً پندرہ وجوہ سے' پندرہ دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے' اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو "اولوالفضل" فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے:

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ' جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم کو درگزر کرنے کے لئے سفارش فرما رہے ہیں' اور سفارش کا انداز بھی عجیب وغریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھر ان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں' ہاں' آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو' اور پھر اتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو؟ نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے' بلکہ: "ولیعفوا ولیصفحوا" معاف کردو اور درگزر سے کام لو' اور پھر آخری بات فرمادی: "الا تحبون ان یغفر الله لکم" کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں' جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہو تو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہو تو تم دوسروں کو معاف کردو:

میں نے یہ جو قصہ ذکر کیا ہے' اور قرآن کریم کی

اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے' میرا مدعا صرف اتنا ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں' ٹھیک ہے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا' کیا ہم نے اس کو معاف کردیا؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصورواروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے بھی جو بھی قصور کیا ہو' ہمیں صدمہ پہنچایا ہو' ہمیں رنج پہنچایا ہو' کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو' سب کو معاف کردیں' اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو تمام قصور معاف ہیں' کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے' ہم معاف کردیں گے تو ہمارے لئے بھی معافی کا حکم ہوجائے گا' جب ہم سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاءاللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے:

"الرحمن یرحمھم الرحمن"

"رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔"

"ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء"

"تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔" (مشکوٰۃ:۴۲۳)

تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ' اپنے ہمسایوں کے ساتھ' اپنے تعلق والوں کے ساتھ' ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے' کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ ہو؟ بندۂ بندہ ہے' کمزور ہے' کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے' کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے' اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہوکر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا یہ اچھا ہوگے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ بھی تمہیں معاف نہیں کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں' ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

شب قدر کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا:

"اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی"

"یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں' یا اللہ! مجھے بھی معاف کردیجئے۔"

(مشکوٰۃ:۱۸۲)

یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ آج کی رات رمضان کی (یعنی ستائیسویں شب) ہی "شب قدر" ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور رحمتیں و برکتیں بکھیر کر جائے گی۔ ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں۔ پتہ چلے گا اس دن' جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب قدر کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین فرمائی: "اللھم انک عفو" یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔ "تحب العفو" آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے' لیکن یا اللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ "فاعف عنی" پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے' حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ: "تخلقوا باخلاق اللہ" "اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔"

اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

چار آدمی جن کی بخشش نہیں ہوتی:

اب دوسری بات' حدیث شریف جو میں نے آپ کو سنائی' اس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا' ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی' اور ان سے فرمادیا جاتا ہے کہ جاؤ آزاد کیا' اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے' جتنے لوگوں کو یکم رمضان المبارک سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت الٰہی کا گویا سیلاب ہے' جو بندوں کے گناہوں کو بہاکر لے جاتا ہے۔ لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا' شب قدر میں بھی نہیں ہوتی۔ بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا؟ شب قدر میں جب کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا اعلان کیا جارہا ہے' ان کی بخشش نہیں ہورہی۔ وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی' ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو' اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

(جاری ہے)

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں

نوٹ، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن — ناظم اعلیٰ